۲۷ راخاء ۱۳۴۵ ہش | ۱۲ رجب ۱۳۸۶ھ | ۲۷ اکتوبر ۱۹۶۶ء

اخبار احمدیہ

قادیان ۲۵ر اکتوبر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ ۲۰ر اکتوبر کی رپورٹ مظہر ہے کہ کل تمام دن حضور کو حرارت رہی ٹمپریچر ۲ و ۹۹ تھا۔ آج صبح حرارت بفضلہ تعالیٰ نہیں ہے لیکن جسم اور سر میں درد بدستور ہے اور عام کمزوری بھی ہے۔

احباب جماعت توجہ اور التزام سے دعا کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ حضور کو اپنے فضل سے صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین۔

● — اخبار الفضل میں شائع شدہ اطلاع مظہر ہے کہ محترمہ سیدہ محمودہ بیگم صاحبہ محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب کے اہم ریپیٹ کا اپریشن ہوگیا ہے جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے کامیاب رہا ہے۔ پیٹ میں سے تین سو پتھریاں نکلی ہیں۔ کمزوری بہت زیادہ ہے۔ احباب جماعت خاص توجہ اور دردو دل کے ساتھ بالالتزام دعائیں کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہر قسم کی پیچیدگی اور خطرات سے اپنی خاص حفاظت میں رکھے اور کامل و عاجل صحت عطا فرمائے۔ آمین۔

قادیان ۲۵ر اکتوبر محترم مولانا عبدالرحمن صاحب فاضل امیر جماعت احمدیہ قادیان بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔

● — محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مع اہل و عیال ربوہ تشریف لے گئے ہوئے ہیں احباب دعا فرماویں کہ

جماعت احمدیہ قادیان کی دعوت پر

آنریبل گورنر پنجاب جناب دھرم ویر صاحب بہادر کی قادیان میں تشریف آوری

احمدیہ محلہ میں ممبران جماعت احمدیہ اور معززین شہر کی طرف سے پُرتپاک خیر مقدم نصرت پارک میں استقبالیہ جلسہ اور ٹی پارٹی

چند ماہ قبل شری دھرم ویر صاحب کی گورنر پنجاب مقرر ہو کر صوبہ میں تشریف آوری پر جماعت احمدیہ قادیان کی طرف سے ان کی خدمت میں مبارکباد اور پورے تعاون کا تحریر کیا گیا تھا۔ جناب گورنر صاحب بہادر کی خدمت میں ان کے گذشتہ دورہ گورداسپور کے موقعہ پر قادیان تشریف لانے کی بھی درخواست کی گئی تھی لیکن وہ اپنی شدید مصروفیات کے باعث قادیان آنے کا پروگرام نہیں بنا سکے تھے مگر اسے ملحوظ رکھا اور اس مرتبہ گورداسپور و بٹالہ کے سرکاری دورہ کا پروگرام مرتب ہوا تو آنریبل گورنر صاحب بہادر نے ازراہِ مہربانی قادیان کو شامل فرمایا اور کافی دن پہلے جماعت کو اپنے اس پروگرام سے مطلع فرمایا۔

جماعت احمدیہ قادیان کے لئے یہ امر نہایت خوشی کا موجب ہوا کہ پنجاب میں ایک چھوٹی سی اقلیت کی دعوت کو جناب گورنر صاحب بہادر نے شرفِ قبولیت بخشا۔ جماعت نے اپنی بساط کے مطابق گورنر صاحب کے شایانِ شان سواگت کا اہتمام کیا۔ اس موقعہ پر قادیان اور نواحی دیہات کے معززین کو بھی پروگرام میں شمولیت کیلئے دعوت نامے ارسال کئے گئے۔ جناب گورنر صاحب بہادر کے دورہ میں قادیان کے لئے صرف ۴۵ منٹ مقرر تھے۔ اور اس مختصر وقت میں استقبال۔ زیارت مقامات مقدسہ اور آپ کے اعزاز میں جلسہ ایڈریس و جواب جماعت کے وفد سے ملاقات۔ ٹی پارٹی میں شمولیت وغیرہ سب کام کئے جانے تھے۔

چنانچہ مورخہ ۹ر اکتوبر سے قبل ہی احمدیہ ایریا کی اور بالخصوص باغ بہشتی مقبرہ کی صفائی کا جماعت احمدیہ کی طرف سے اہتمام کیا گیا۔ شہر کی عام صفائی کا انتظام میونسپل کمیٹی قادیان کی طرف سے کیا گیا۔ اور احمدیہ محلہ کی خاص طور پر صفائی کرنے میں بھی میونسپل کمیٹی کے عہدیداران و عملہ نے پوری دلچسپی لی جس کے لئے جناب سردار ہرچند رسنگھ صاحب وائس پریذیڈنٹ و دیگر ممبران میونسپل کمیٹی جناب ڈاکٹر جگن ناتھ صاحب سیلتھ آفیسر میونسپل کمیٹی۔ جناب بردہ راج صاحب سیکرٹری میونسپل کمیٹی و بابو چمن لال صاحب سینیٹری انسپکٹر شکریہ کے مستحق ہیں۔

مورخہ ۱۰ر اکتوبر کو صبح سے ہی احمدیہ ایریا اور باغ بہشتی مقبرہ کی صفائی و سجاوٹ کا کام شروع کر دیا گیا۔ جسے تمام درویشان نے محبت و خلوص کے جذبہ سے بطریق احسن سرانجام دیا۔

احمدیہ چوک میں سواگتی گیٹ تیار کیا گیا۔ گیٹ مسجد مبارک کے پاس جناب گورنر صاحب بہادر کے استقبال کے لئے جماعت احمدیہ کے سرکردہ، جناب میونسپل کمشنران شہر اور باہر سے مدعو معززین اور ضلع کے انتظامیہ افسران جناب دھرم ویر صاحب جی۔ اے۔ جناب گنیش چندر صاحب ایس۔ ڈی۔ ایم اور سردار بھجن سنگھ صاحب ڈی۔ ایس۔ پی بٹالہ وغیرہ دیگر علاقہ کے دوست ٹھیک ساڑھے تین بجے بعد دوپہر تشریف لے آئے۔

جناب گورنر صاحب کی تشریف آوری اور استقبال

گورنر صاحب کی آمد کے لئے تین بج کر چالیس منٹ کا وقت مقرر تھا۔ جناب گورنر صاحب کے ساتھ ہی جناب سردار جیو گندر سنگھ صاحب آئی۔ اے۔ ایس ڈپٹی کمشنر گورداسپور اور جناب وی۔ کے کالیہ سپرنٹنڈنٹ پولیس مع دیگر افسران ٹھیک وقت پر تشریف لائے۔ جونہی گورنر صاحب کی کار گیٹ مسجد مبارک کے قریب آکر رُکی اور آپ کار سے نیچے اُترے، ”قومی نعرہ“ اور ”جناب دھرم ویر صاحب گورنر پنجاب زندہ باد“ کے نعرے لگائے گئے۔ اور اس کے بعد حضرت مولوی عبدالرحمان صاحب فاضل امیر مقامی و چیف سیکرٹری صدر انجمن احمدیہ قادیان نے آگے بڑھ کر جناب گورنر صاحب کے گلے میں پھولوں کا ہار پہنایا۔ اور ان سے مصافحہ کرتے ہوئے خوش آمدید کہا۔ اس کے بعد تین چھوٹی عمر کی بچیوں ظہیرہ بدر بقاپوری۔ امۃ المجید۔ عزیزہ مبارکہ اور چار چھوٹے بچوں سعادت احمد۔ عبدالرشید بدر۔ مسعود احمد و عرفان احمد نے گلدستے پیش کئے۔ اور ہار پہنا کر خوش آمدید کہا۔ چونکہ بہت مختصر وقت میں تمام امور سرانجام دینے

(باقی صفحہ ۸ پر)

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

خالدِ احمدیت حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمس کی افسوسناک رحلت

نہایت درجہ افسوس اور دلی حزن و ملال کے ساتھ لکھا جاتا ہے کہ سلسلہ احمدیہ کے نہایت ممتاز خادم۔ اسلام کے نامور مبلغ و مجاہد، دینی علوم کے بے بدل متبحر عالم خالدِ احمدیت حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمس مورخہ ۱۳ر اکتوبر ۱۹۶۶ء بروز جمعرات ساڑھے چھ بجے شام سرگودھا میں بعمر ۶۵ سال وفات پاگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ جنازہ ربوہ میں لے جایا گیا جمعہ کے روز بعد نماز عصر مقبرہ بہشتی میں آپ کو سپردِ خاک کیا گیا۔

حضرت مولانا شمس صاحب مرحوم مورخہ ۱۳ر اکتوبر کو گیارہ بجے قبل دوپہر مع اپنی بیگم صاحبہ محترمہ ربوہ سے سرگودھا تشریف لے گئے تھے۔ وہاں آپ پر ایک بجے کے قریب اچانک دل کا حملہ ہوا۔ فوری علاج معالجہ سے طبیعت سنبھل گئی لیکن شام کو دوبارہ حملہ ہوا اور آپ ساڑھے چھ بجے شام داعیٔ اجل کو لبیک کہہ کر مولائے حقیقی سے جا ملے۔

جب جنازہ سرگودھا سے ربوہ مرحوم کے مکان پر پہنچا تو وہاں خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے افراد صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور دیگر احباب بڑی تعداد میں وہاں موجود تھے۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز اور حضور کی حرم محترم نے بھی قصرِ خلافت سے تشریف لا کر حضرت مولانا صاحب کے اہل خانہ سے تعزیت فرمائی۔

نمازِ جنازہ کے لئے پہلے حضور نے نمازِ جمعہ کے معاً بعد کا وقت مقرر فرمایا تھا۔ لیکن چونکہ حضرت مولانا شمس صاحب کی بڑی صاحبزادی اور داماد ڈیرہ غازی خاں سے اُس وقت ربوہ نہ پہنچ سکے تھے اس لئے حضور نے بعد نماز عصر نمازِ جنازہ پڑھنے کا فیصلہ فرمایا۔ اس وقت تک ہزارہا احباب و مستورات نے محترم مولانا شمس صاحب مرحوم کے چہرہ کی آخری بار زیارت کی۔

خطبہ جمعہ میں حضور ایدہ اللہ تعالےٰ نے حضرت شمس صاحبؓ کی علمی تبلیغی اور انتظامی خدمات کا ذکر فرمایا۔ اور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی تقاریر اور خطبات کے بعض اقتباسات پڑھ کر سنائے۔ جن میں حضورؓ نے حضرت شمس صاحبؓ کی خدمات پر خوشنودی کا اظہار کرتے ہوئے انہیں علمی لحاظ سے پہلے بزرگ علماء کا قائم مقام قرار دیا اور خالد کے لقب سے سرفراز فرمایا تھا۔ حضورؓ نے فرمایا اس میں شک نہیں کہ محترم مولانا شمس صاحب کی وفات پر ہمارے دل مغموم ہیں لیکن وہ خدا جس نے اس سلسلہ کو قائم فرمایا ہے اور جو نسلاً بعد نسل علماء کے قائم مقام پیدا کرتا چلا آرہا ہے وہ اپنے اس سلسلہ کو شمس صاحب رضؓ کا ایک نہیں کئی قائم مقام عطا فرمائے گا۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم میں سے ہر ایک اپنے آپ کو اس قابل بنائے کہ خدا ایسے ان خوش قسمت لوگوں کے زمرہ میں شامل ہونے کی سعادت بخشے جنہیں خدا تعالےٰ نے قائم مقامی کا شرف عطا کرنا ہے۔

نمازِ جنازہ و تدفین

ساڑھے چار بجے نمازِ عصر سے فارغ ہو کر اہلِ ربوہ اور بیرون جماعت سے آئے ہوئے ہزارہا احباب حضرت مولانا شمس صاحب کے مکان پر پہنچے۔ اس دوران میں آپ کی بڑی صاحبزادی جمیلہ شمس صاحبہ اور داماد مکرم ملک نسیم احمد صاحب ملیدار ڈیرہ غازی خاں سے ربوہ پہنچ چکے تھے۔ ساڑھے چار بجے سہ پہر سے کچھ دیر بعد جنازہ اٹھایا گیا۔ اس خیال سے کہ سب احباب کندھا دے سکیں چارپائی کے ساتھ لمبے بانس باندھ دیئے گئے تھے۔ اس طرح جنازہ ہزاروں احباب کے کندھوں پر بہشتی مقبرہ پہنچا۔ یہاں جنازہ کو پہلے مقبرہ کے وسیع میدان میں رکھا گیا۔ پانچ بجے سہ پہر سے چند منٹ قبل حضور ایدہ اللہ نے وہاں تشریف لا کر نمازِ جنازہ پڑھائی۔ اور پھر جنازہ کو کندھا بھی دیا۔ جنازہ کھلے میدان سے اٹھا کر صحابہ حضرت مسیح موعودؑ کے اس قطعہ خاص میں لا کر رکھا گیا جس میں حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکیؓ، حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب بقاپوریؓ، حضرت قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکملؓ اور بعض دیگر بزرگ صحابہؓ مدفون ہیں۔ تابوت کو قبر میں اُتارنے میں خود حضور ایدہ اللہ نے بھی حصہ لیا۔ پھر حضور تدفین مکمل ہونے تک وہیں ٹھہرے رہے۔ ساڑھے پانچ بجے شام قبر تیار ہونے پر حضور نے دعا کرائی جس میں جنازہ کے ساتھ آنے والے ہزاروں احباب شریک ہوئے۔

قادیان میں نمازِ جنازہ غائب

حضرت مولانا شمس صاحب کی وفات کی خبر قادیان میں بڑے غم و اندوہ کے ساتھ سنی گئی۔ مورخہ ۲۱ر اکتوبر کو مکرم مولوی محمد حفیظ صاحب بقاپوری نے خطبہ جمعہ میں مولانا مرحوم کے مناقب حسنہ بیان کئے اور آپ کی خدمات جلیلہ کا تذکرہ کیا۔ بعد نماز جمعہ درویشانِ کرام کی بھاری تعداد نے نمازِ جنازہ غائب میں شرکت کی۔ اللّٰھم اغفر لہٗ وارحمہٗ وارفع درجاتہٗ۔

حضرت مولانا کے حالاتِ زندگی

حضرت مولانا شمس صاحب مرحوم رضؓ خود بھی صحابی تھے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قدیمی اور نہایت مخلص فدائی صحابی حضرت میاں امام الدین صاحب سیکھوانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے فرزند بھی۔ حضور علیہ السلام نے حضرت میاں امام الدین صاحبؓ اور ان کے بھائیوں حضرت میاں جمال الدین صاحبؓ اور حضرت میاں خیر الدین صاحبؓ کے اخلاص اور جذبۂ خدمت و فدائیت کا اپنی کتب میں متعدد جگہ تعریفی کلمات میں ذکر فرمایا ہے۔ حضورؑ نے ان تینوں بھائیوں کو ۳۱۳۔ اصحاب کبار کی فہرست میں مع اہل بیت شامل فرمایا۔

حضرت مولانا شمس صاحب سنہ ۱۹۰۱ء میں پیدا ہوئے۔ بچپن کی عمر میں آپ کو اپنی والدہ صاحبہ محترمہ کے ہمراہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ شروع ہی سے مدرسہ احمدیہ قادیان میں تعلیم پائی۔ جس زمانہ میں آپ مدرسہ احمدیہ میں داخل ہوئے اس وقت حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضؓ بھی مدرسہ میں پڑھایا کرتے تھے۔ آپ نے ۱۹۱۹ء میں جامعہ احمدیہ قادیان سے مولوی فاضل پاس کیا۔ اس کے بعد آپ کو بطورِ مبلغِ سلسلہ خدمتِ دین بجا لانے کی توفیق ملی۔ آپ حضرت حافظ روشن علی صاحب رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے ارشد تلامذہ میں سے تھے۔ انہی کے فیضِ صحبت و فیضِ تربیت سے علومِ دینیہ میں دسترس اور تحریر و تقریر میں مہارت حاصل کی اور بالآخر میدان تبلیغ و مناظرہ کے بفضل اللہ تعالےٰ شہسوار ثابت ہوئے۔ جوانی ہی کی عمر میں آپ نے علمی اور دینی موضوعات پر برصغیر کے مختلف شہروں میں بلند پایہ لیکچر دیئے اور مختلف مذاہب کے عالموں کے ساتھ اسلام کے نمائندے کی حیثیت سے معرکے کے بڑے ہی کامیاب مناظرے کئے اور اس میدان میں اللہ تعالےٰ کے فضل سے بڑا نام پیدا کیا۔

نہایت قابل قدر خدمات

اللہ تعالےٰ نے آپ کو ذہانت، بیدار مغزی اور تحریر و تقریر کی غیر معمولی صلاحیتیں عطا کرنے کے علاوہ علم و معرفت کی دولت سے بھی مالا مال فرمایا تھا اور قرآن کریم کے انوار سے بھی آپ کو حصہ وافر بخشا تھا۔ سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خاص توجہ، نظرِ شفقت اور قوتِ قدسی نے آپ کی غیر معمولی صلاحیتوں، باطنی پاکیزگی اور تقویٰ و طہارت کو اور جلا بخشی اور اس طرح اس نمونہ نے کندن میں تبدیل ہو کر حضور رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی قوتِ قدسی اور خلافت حقہ کے حق میں ایک زندہ تابندہ دلیل کی صورت اختیار کی۔ اللہ تعالےٰ نے آپ کو خلافتِ ثانیہ کے مقدس و بابرکت اور عظیم الشان دور میں نہایت قابل قدر خدمات بجا لانے اور حضور رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا بازو بننے کے لئے چن لیا تھا۔ چنانچہ اس رفیع الشان دور میں آپ کو نہایت گراں بہا خدمات بجا لانے کی توفیق ملی تھی۔ کیا بیرونی ممالک میں پیغامِ حق کی اشاعت کے لحاظ سے کیا برصغیر کے گوشہ گوشہ میں اسلام کی تائید و حمایت اور حق کی منادی اور دشمنانِ اسلام کا منہ بند کرنے کے لحاظ سے، کیا جماعت کی علمی اور تربیتی ترقی کے لحاظ سے کیا بعض مرکزی اداروں کے انتظام اور نگرانی کے لحاظ سے کیا اندرونی اور بیرونی فتنوں کے استیصال میں حضرت المصلح الموعودؓ کے معاون و مددگار کے لحاظ سے، کیا ملکانہ تحریک، کشمیر، مقدمہ بہاولپور کی پیروی اور فسادات پنجاب کی تحقیقاتی عدالت میں جماعت کی مدافعانہ جدوجہد میں پیش پیش رہنے کے لحاظ سے۔ کیا حضور رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی علالت کے زمانہ میں حضورؓ ہی کی زیرِ ہدایت حضور کی نیابت میں خطبات دینے اور جلسہ ہائے سالانہ میں حضور ہی کی املا کرائی ہوئی تقاریر اور پیغامات کو جذبہ و جوش کے ساتھ پُر اثر انداز میں پڑھ کر سنانے کے لحاظ سے۔ الغرض جس لحاظ سے بھی دیکھا جائے خدمتِ اسلام اور خدمتِ سلسلہ کے ہر شعبہ اور ہر میدان میں آپ کی جلیل القدر خدمات کا ریکارڈ ایسا قابل قدر اور شاندار ہے کہ جو آنے والی نسلوں کے لئے اپنے رنگ میں مشعلِ راہ ثابت ہوگا۔ اور ان کو بھی اسلام

(باقی صفحہ ۷ پر)

خطبہ جمعہ

تحریک وقف جدید کی اہمیت کے پیش نظر احباب جماعت کو اس میں زیادہ سے زیادہ حصہ لینا چاہیئے

احمدی بچوں کو وقف جدید کی مالی قربانی میں حصہ لینے کی خاص تحریک

از حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۷ اکتوبر ۱۹۶۶ء بمقام ربوہ

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

آج میں

وقفِ جدید کے متعلق

کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ جولائی ۱۹۵۷ء میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس مبارک الٰہی تحریک کے متعلق بعض ابتدائی باتیں جماعت کے سامنے رکھی تھیں پھر ۱۹۵۷ء ہی میں جلسہ سالانہ کی ایک تقریر میں حضور نے اس کی بعض تفاصیل بیان فرمائیں۔ حضور نے یہ تحریک بیان کرنے کے بعد جماعت کے سامنے ابتداءً یہ بات رکھی تھی کہ میں فی الحال دس واقفین لینا چاہتا ہوں اور اسی کے مطابق اندازہ خرچ بھی کم و بیش آٹھ دس ہزار روپے کا تھا لیکن

آپؓ کی یہ خواہش تھی

کہ یہ الٰہی تحریک درجہ بدرجہ ترقی کرتی چلی جائے اور جلد ہی ایک وقت ایسا آجائے جب دس کی بجائے ہزاروں واقفین اس تحریک میں کام کر رہے ہوں۔ پھر یہ واقفین صرف پاکستان سے ہی نہ ہوں بلکہ دوسرے ممالک سے بھی افریقہ کے ممالک سے بھی امریکہ کے ممالک سے بھی اور ان کے علاوہ دوسرے ممالک سے بھی۔ اور پھر جوں جوں واقفین کی تعداد بڑھتی چلی جائے اور خرچ میں اضافہ ہوتا چلا جائے۔ اسی کے مطابق جماعت اپنی مالی قربانیاں بھی تیز سے تیز کرتی چلی جائے تاکہ ہم وہ مقصد جو اس الٰہی تحریک کا ہے وقت قریب میں حاصل کر لیں

جیسا کہ میں نے ابھی مختصراً بتایا ہے

وقفِ جدید کی تحریک کی ابتداء

دس واقفین سے ہوئی تھی اور اس وقت جبکہ اس تحریک پر قریباً نو سال کا عرصہ گذر چکا ہے۔ یہ تعداد صرف اکاسی واقفین تک پہنچی ہے جن میں سے سترہ کے قریب زیر تعلیم ہیں اور صرف چونسٹھ مختلف جماعتوں میں کام کر رہے ہیں۔ حالانکہ حضور کا منشاء یہ تھا کہ دنیا بھر کی جماعتیں

ہزاروں کی تعداد میں واقفین

بھیج دیں اور ہم اوّل تو ہر جماعت میں اور اگر ایسا نہ ہو سکے تو کم از کم دس دس پندرہ پندرہ میل کے حلقہ میں ایک ایک ایسے واقف (واقفِ جدید) کو مقرر کریں جس نے زبانی کے جذبہ سے اخلاص کے ساتھ اور خدمتِ اسلام کی نیت سے اپنی زندگی وقف کی ہو۔ اس واقف کو معمولی گذارہ دیا جائے۔ مثلاً پچاس پچپن روپے ماہوار اور اس کے باقی لوازمات کئے گئے

آمد کے بعض اور ذرائع

مہیا کئے جائیں۔ مثلاً ایسا انتظام کیا جائے کہ جس جماعت میں اسے مقرر کیا جائے۔ وہ جماعت یا تو دس ایکڑ زمین اس تحریک کے لئے وقف کرے۔ اور زمین کی آمد اس واقف کو دی جائے اور یا اس واقف کے ذریعہ پرائمری تک ایک سکول کھول دیا جائے۔ جہاں وہ احمدی بچوں کو اور دوسرے بچوں کو بھی جو وہاں تعلیم حاصل کرنا چاہیں) قرآن کریم پڑھائے اور

دوسری مروجہ تعلیم بھی دے

اور یا پھر اسے کمپونڈری یا حکمت کی ابتدائی تعلیم دی جائے۔ تا وہ ایسی جگہوں پر جہاں ابتدائی طبی امداد بھی مہیا ہونا مشکل ہے۔ وہاں کے رہنے والوں کو ابتدائی طبی امداد مہیا کرے اور اس طرح پر جو آمد ہو وہ بھی مرکز وصول نہ کرے بلکہ اس ذریعہ سے جو آمد بھی ہو وہ اس کو واقف کو دے دی جائے۔ سکول کی صورت میں اگر اساتذہ ایک سے زائد ہوں تو فیس کے ذریعہ جو آمد ہو وہ سب اساتذہ میں تقسیم کر دی جائے۔

بہر حال اُس وقت حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ نظر آ رہا تھا کہ

ضرورت اس بات کی ہے

کہ ہر جماعت میں کم از کم ایک معلّم ضرور بٹھا دیا جائے۔ چونکہ حضور ایک لمبا عرصہ بیمار رہے اور اس عرصہ میں جماعت حضور کے خطبات سے محروم رہی اور جب تک بار بار جگایا نہ جاتا رہے انسان عادتاً کمزوری کی طرف مائل ہو جاتا ہے۔ اس لئے وقفِ جدید کی اہمیت اور افادیت آہستہ آہستہ جماعت کے افراد کی نظروں سے اوجھل ہوتی چلی گئی۔ اور اس تحریک کا وہ نتیجہ نہ نکلا جو میرے نزدیک نو سالوں میں نکلنا چاہیئے تھا۔ اور اس کی ذمہ داری ساری جماعت پر بحیثیت جماعت عائد ہوتی ہے۔ وقتاً فوقتاً مختلف علاقوں سے وفود آتے رہے ہیں۔ ابھی کچھ دن ہوئے ایک جماعت کے وفد نے جو ایک عرصہ سے مربی مانگتے رہے تھے اپنا وقت ختم کرنے کے بعد ہو آخری رپورٹ ہمیں بھجوائی اس میں

بڑی شدت سے یہ مطالبہ کیا

کہ اس جماعت کو کوئی مربی یا معلّم ضرور دیا جائے اور یہ بھی لکھا کہ جماعت خود بھی یہ احساس رکھتی ہے کہ جب تک اُسے کوئی معلّم نہ دیا جائے وہ ان ذمہ داریوں کو کما حقہٗ ادا نہیں کر سکتی جو تربیت کے لحاظ سے اس پر عائد ہوتی ہیں۔ لیکن اگر میرے پاس واقفین ہی نہ ہوں تو میں انہیں کہاں سے معلّم مہیا کروں۔ پھر اگر جماعت اپنی ہمت اور جماعتی ضرورت کے مطابق مالی قربانیاں پیش نہ کرے تو ان معلّمین کو گزارہ کہاں سے دیا جائے۔

پس

پہلی بات تو یہ ہے:

کہ زیادہ سے زیادہ واقفین اس تحریک میں شمولیت کے لئے نام پیش کریں۔ میں نے بتایا ہے کہ اس وقت زیر تعلیم واقفین کو شامل کر کے تقریباً ۸۱ واقف ہمارے پاس ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے اس تحریک کو ابتداءً دس کی تعداد سے شروع کیا۔ اگر ہم ہر سال اس میں دس دس کا اضافہ کرتے تب بھی اس وقت ہمارے پاس ۹۰ واقفین ہونے چاہیئے تھے۔ لیکن اگر ہم ہر سال صرف دس دس کی زیادتی ہی کریں تو چونکہ ہم نے ہزاروں تک پہنچنا ہے اس لئے جب ہم پہلے ہزار تک پہنچیں گے تو ایک صدی گذر چکی ہوگی۔ اور ہم اتنا لمبا عرصہ انتظار نہیں کر سکتے۔

مَیں سمجھتا ہوں

کہ اگر جماعت اس طرف توجہ دے تو ہر سال پہلے سال کی نسبت دگنی تعداد میں واقف آ سکتے ہیں۔ اگر ایسا ہوتا رہتا تو اس وقت واقفین کی تعداد پانچ ہزار کے قریب پہنچ چکی ہوتی یعنی اگر پہلے سال دس واقفین تھے تو دوسرے سال بیس واقفین رکھے جاتے تیسرے سال چالیس رکھے جاتے اور چوتھے سال اسّی تک ان کی تعداد پہنچ جاتی اور اس طرح نو سال میں ان کی تعداد ۵۱۲۰ تک پہنچ جاتی۔ اگر ہم پہلے سال کی نسبت واقفین کی تعداد میں ڈیوڑھا اضافہ بھی کرتے رہتے تب بھی ہماری ضرورت ایک حد تک پوری ہو جاتی بشرطیکہ ہم اسی تناسب سے اپنے چندوں میں بھی اضافہ کرتے چلے جاتے۔ لیکن اس نسبت یعنی ڈیوڑھی نسبت کے ساتھ بھی واقفین نہیں آئے بلکہ سوائی نسبت کے ساتھ یا ہر سال ایک پا کی زیادتی کے ساتھ بھی واقفین اس تحریک میں شامل نہیں ہوئے۔ ورنہ وہ فوری ضرورتیں پوری ہو جاتیں جو اس وقت ہمارے سامنے آ رہی ہیں اور جنہیں پورا ہوتے نہ دیکھ کر ہمیں دکھ اور اذیت اور تکلیف اُٹھانی پڑ رہی ہے اگر ہماری فوری ضرورتیں پوری ہو جاتیں تو ہم اس دکھ تکلیف اور اذیت سے بچے

رہتے

جماعتیں پکار رہی ہیں

کہ اگر چاہتے ہو کہ ہم میں احمدیت قائم رہے تو ہمیں مستقل واقف دو۔ وقف عارضی والے آپ سے بار بار مطالبہ کر رہے ہیں کہ جماعتوں میں واقفین بھیجے جائیں اور جماعت کو کہہ رہے ہیں کہ ان واقفین کو سنبھالنے کے لئے جس قدر رقم کی ضرورت ہے وہ مہیا کرے۔ لیکن آپ نے اس طرف کوئی توجہ نہیں کی۔ اور یہ بڑا ظلم ہوا ہے۔ اس لئے میں ضروری سمجھتا ہوں کہ آپ سب کو جگاؤں اور بیدار کروں اور اس تحریک کی اہمیت آپ کے ذہن نشین کرانے کے بعد آپ سے یہ مطالبہ کروں کہ آئندہ سال مجھے کم از کم ایک سو نئے واقفین چاہئیں مجھے بتایا گیا ہے کہ وقفِ جدید کی تربیتی کلاس جنوری سے شروع ہوتی ہے اور دسمبر تک رہتی ہے۔

پس میرا مطالبہ یہ ہے کہ جنوری ۱۹۶۷ء میں جو نئی تربیتی کلاس شروع ہوگی اس میں

کم از کم سو واقفین

شامل ہونے چاہئیں۔ اگر جماعت نے میرا یہ مطالبہ پورا کر دیا تب بھی ہمیں ایک سال تک انتظار کرنا پڑے گا۔ کیونکہ کلاس کا نصاب ایک سال کا ہے اور نئے واقفین جو آئیں گے وہ ایک سال تک تربیت حاصل کریں گے۔ اور اگر وہ سارے کامیاب بھی ہو جائیں تب بھی ایک سال کے بعد ہی ان سو نئے واقفین سے جماعت کی تربیت کا کام لے سکیں گے۔ بہرحال اگر بقصد ۔۔۔ واقفین آ جائیں تو ہمیں یہ تسلی اور اطمینان تو ہوگا کہ ایک سال کے بعد کم از کم سو نئی جماعتوں میں واقفین وقفِ جدید پہنچ جائیں گے اور وہ وہاں مستقل طور پر رہیں گے۔ ہم ایک سال انتظار کر لیں گے۔ اس عرصہ میں ہم وقفِ عارضی کے انتظام کے ماتحت خوابیدہ جماعتوں کو بیدار کرنے کی کوشش کرتے رہیں گے۔ اور جب واقفین مستقل طور پر جماعتوں میں پہنچ جائیں گے تو وہ قرآن پڑھانے اور جماعت کی تربیت اور دیگر ذمہ داریوں کو ادا کرنے رہیں گے۔ اور اس طرح جماعت سنبھل جائے گی اور بیدار ہو جائے گی۔ اور اس میں

زندگی کی ایک نئی رُوح

بیدا ہو جائے گی۔ لیکن اگر آپ حسبِ سابق ہر سال اس تعداد میں صرف دس کا ہی اضافہ کریں تو یہ ہمارے لئے کافی نہیں۔

پس میں چاہتا ہوں کہ اگلے سال واقفین وقفِ جدید کی کلاس میں جو جنوری ۱۹۶۷ء سے شروع ہوگی۔ کم از کم ایک سو واقفین ہو جائیں اور جماعت کو چاہیئے کہ وہ اس طرف متوجہ ہو۔

اساتذہ کی ایک تعداد

ہر سال ریٹائر ہوتی ہے۔ اگر وہ خاص طور پر اس طرف توجہ دیں تو وہ بہت مفید ہو سکتے ہیں۔ اگر پنشن یافتہ اساتذہ اپنی بقیہ عمر وقفِ جدید میں وقف کریں تو ہمیں زیادہ اچھے اور تجربہ کار واقفین مل سکتے ہیں۔ بشرطیکہ

وہ خلوصِ نیت رکھنے والے ہوں

اپنے اندر قربانی کا مادہ رکھنے والے ہوں۔ دُنیا کی محبت ان کے دلوں میں سرد ہو چکی ہو۔ وہ خدا تعالےٰ کی طرف منہ کر کے اپنی بقیہ زندگی گزارنے کے متمنی اور خواہاں ہوں اور دُنیا، شیطان اور دُنیوی آرام اور آسائشوں کی طرف پیٹھ کر کے اپنی بقیہ زندگی کے دن گزارنے کے لئے تیار ہوں۔ وہ باپ کی طرح تربیت کرنے والے ہوں یعنی محبت۔ پیار۔ اخلاص۔ ہمدردی اور غمخواری کے ساتھ تربیت کرنے والے ہوں ایسے اساتذہ اگر ہمیں مل جائیں تو ممکن ہے ہم انہیں یہاں ایک سال کی بجائے چند ماہ تعلیم دے کر جماعتوں میں کام کرنے کے لئے بھجوا سکیں اگر ہمیں واقفین زیادہ تعداد میں مل جائیں اور میں اپنے رب سے امید رکھتا ہوں کہ وہ جماعت کو یہ توفیق عطا کرے گا کہ جس تعداد میں واقفین کا مطالبہ کیا جا رہا ہے۔ اس تعداد میں واقفین مہیا کر دے تو پھر ان کے خرچ کا سوال پیدا ہو جاتا ہے۔ گزشتہ سال مجلس شوریٰ کے موقع پر

وقفِ جدید کا بجٹ

ایک لاکھ ستّر ہزار روپے کا منظور ہوا تھا لیکن اس وقت تک دفتر وقفِ جدید میں جو وعدے وصول ہوئے ہیں وہ صرف ایک لاکھ چالیس ہزار روپے کے قریب کے ہیں یعنی وقفِ جدید کے منظور شدہ بجٹ کے مطابق ابھی وعدے بھی وصول نہیں ہوئے۔ پھر بعض جائز اور ناجائز وجوہ پر سارے وعدے عملاً پورے بھی نہیں ہوا کرتے۔ یعنی اتنی رقم وصول نہیں ہوتی جتنی رقم کے وعدے ہوتے ہیں سال کے شروع میں ایک شخص خوب کما رہا ہوتا ہے اور اپنی آمد کے مطابق وہ اپنا وعدہ لکھواتا ہے لیکن بعد میں حوادثِ زمانہ کی لپیٹ میں آ جاتا ہے۔ اس کی آمد کم ہو جاتی ہے۔ اور وہ مجبور ہو جاتا ہے کہ اپنے وعدہ کو ملتوی کر دے۔ کیونکہ

مومن اپنے وعدہ کو منسوخ نہیں کرتا

ہاں جب اُسے حالات مجبور کر دیتے ہیں تو وہ اپنے وعدہ کو ملتوی کر دیتا ہے۔ اس نیت کے ساتھ کہ جب اللہ تعالےٰ اُسے توفیق دے گا تو وہ اپنے وعدہ کو ضرور پورا کر دے گا۔ ایسے ہی لوگوں کو بعد میں اللہ تعالےٰ توفیق بھی عطا کر دیتا ہے کہ وہ اپنے وعدے پورے کریں۔ لیکن یہاں حال یہ ہے کہ ایک لاکھ ستّر ہزار روپے کا بجٹ تھا اور وعدے ابھی تک ایک لاکھ چالیس ہزار روپے کے وصول ہوئے ہیں۔ اور اس کے مقابلہ میں اس وقت صرف پچانوے ہزار روپے کی وصولی ہوئی ہے حالانکہ سالِ رواں میں وقفِ جدید کے لئے ہمیں دو لاکھ یا اس سے زیادہ روپے کی ضرورت ہے۔ میں نے اندازہ لگایا ہے کہ ایک لاکھ ستّر ہزار روپے میں ہمارا کام نہیں چلے گا

ہمیں کم از کم دو لاکھ سوا دو لاکھ روپے

کی ضرورت ہوگی۔ اور اس قدر رقم ہمیں ملنی چاہیئے تا وہ عظیم اور نہایت ہی ضروری اور مفید کام جو وقفِ جدید کے سپرد کیا گیا ہے کما حقہٗ پورا کیا جا سکے۔

پس جو بجٹ مجلس شوریٰ نے پاس کیا تھا اگرچہ وہ ایک لاکھ ستّر ہزار روپے کا ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں کم از کم دو لاکھ روپیہ وصول ہونا چاہیئے لیکن اس وقت جو وعدے وصول ہوئے ہیں وہ ایک لاکھ چالیس ہزار روپیہ کے ہیں۔ اس لئے ایک تو یہ ہونا چاہیئے کہ جو دوست اس تحریک میں حصہ لے رہے ہیں وہ

اپنے وعدوں پر دوبارہ غور کریں

اور جماعت کی ضرورت کو سامنے رکھتے ہوئے ان میں اضافہ کریں اور پھر دعا بھی کریں کہ اللہ تعالےٰ انہیں وعدوں کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

دوسرے وہ دوست جنہوں نے ابھی تک وقفِ جدید کی مالی تحریک میں حصہ نہیں لیا انہیں اس تحریک کی اہمیت ذہن نشین کرنی چاہیئے اور انہیں اس میں شامل ہونا چاہیئے۔

تیسرے میں آج

احمدی بچوں (لڑکوں اور لڑکیوں) سے

اپیل کرتا ہوں

کہ اے خدا اور اس کے رسول کے بچو اُٹھو اور آگے بڑھو۔ اور تمہارے بڑوں کی غفلت کے نتیجہ میں وقفِ جدید کے کام میں جو رخنہ پڑ گیا ہے اسے پُر کرو اور اس کمزوری کو دور کرو جو اس تحریک کے کام میں واقع ہو گئی ہے۔

کل سے میں اس مسئلہ پر سوچ رہا تھا۔ میرا دل چاہا کہ جس طرح ہماری بہنیں بعض مساجد کی تعمیر کے لئے چندہ جمع کرتی ہیں اور سارا ثواب مردوں سے چھین کر اپنی جھولیوں میں بھر لیتی ہیں۔ وہ اپنے باپوں، اپنے بھائیوں، اپنے خاوندوں، اپنے دوسرے رشتہ داروں یا دوسرے احمدی بھائیوں کو اس بات سے محروم کر دیتی ہیں کہ اس مسجد کی تعمیر میں مالی قربانی کر کے ثواب حاصل کر سکیں۔ اسی طرح اگر خدا تعالےٰ احمدی بچوں کو توفیق دے تو جماعتِ احمدیہ کے

بچے وقفِ جدید کا سارا بوجھ اُٹھائیں

لیکن چونکہ سال کا بڑا عرصہ گذر چکا ہے اور مجھے ابھی اطفال الاحمدیہ کے صحیح اعداد و شمار بھی معلوم نہیں اس لئے میں نے سوچا کہ آج میں اطفال الاحمدیہ سے صرف یہ اپیل کروں کہ اس تحریک میں جتنے روپے کی ضرورت تھی اس میں تمہارے بڑوں کی غفلت کے نتیجہ میں جو کمی رہ گئی ہے اس کا بار تم اُٹھا لو اور پچاس ہزار روپیہ اس تحریک کے لئے جمع کرو۔

یہ صحیح ہے

کہ بہت سے خاندان ایسے بھی ہیں جن کے بچوں کو مہینہ میں ایک دو آنے سے زیادہ رقم نہیں ملتی۔ لیکن یہ بھی صحیح ہے کہ ہماری جماعت میں ہزاروں خاندان ایسے بھی ہیں جن کے بچے کم و بیش آٹھ آنے ماہوار یا شاید اس سے بھی زیادہ رقم ضائع کر دیتے ہیں۔ چھوٹا بچہ شوق سے پیسے لے لیتا ہے لیکن اسے معلوم نہیں ہوتا کہ ان کی قیمت کیا ہے وہ پیسہ مانگتا ہے اور اس کی ماں یا اس کا باپ اس کے ہاتھ میں پیسہ، آنہ، دونی یا چونی دے دیتا ہے اور وہ بچہ کہیں پھینک کر ضائع کر دیتا ہے۔ اگر مائیں ایسے چھوٹے بچوں کو وقتی خوشی کے سامان پہنچانے کے لئے پیسہ، آنہ، دونی یا چونی دے دیں اور پھر انہیں ثواب پہنچانے کی خاطر تھوڑی دیر کے بعد ان سے وہی پیسہ، آنہ، دونی یا چونی وصول کر کے وقفِ جدید میں دیں اور اس طرح ان کے لئے ابدی خوشیوں کے حصول کے سامان پیدا کر دیں تو وہ بڑی ہی اچھی مائیں ہوں گی۔ اچھا اور لائق کے ۔۔۔

ستا ہیں لیکن یہ تو چھوٹے بچے ہیں جو اپنی عمر کے لحاظ سے اطفال الاحمدیہ یا ناصرات الاحمدیہ میں شامل ہو چکے ہیں یعنی ان کی عمریں سات سے پندرہ سال تک کی ہیں۔ اگر وہ

مہینہ میں ایک اٹھنی وقف جدید میں دیں

تو جماعت کے سینکڑوں ہزاروں خاندان ایسے ہیں جن پر ان بچوں کی قربانی کے نتیجہ میں کوئی ایسا بار نہیں پڑے گا کہ وہ بوجھ رہنے لگ جائیں۔ رہے وہ غریب خاندان جن کے دلوں میں نیکی اور ثواب کمانے کی خواہش پیدا ہو لیکن ان کی مالی حالت ایسی نہ ہو کہ ان کا ہر بچہ اس تحریک میں ایک اٹھنی ماہوار دے سکے تو ان لوگوں کی خواہش کے مدنظر میں ان کے لئے یہ سہولت پیش کر دیتا ہوں کہ ایسے خاندان کے سارے بچے مل کر ایک اٹھنی ماہوار اس تحریک میں دیں۔ اس طرح اس خاندان کے سارے بھائی اور بہنیں ثواب میں شریک ہو جائیں گی لیکن

یہ رعایت صرف ان خاندانوں کیلئے ہے

جو مالی لحاظ سے کمزور ہیں لیکن باطنی اور ایمانی لحاظ سے ان کے دل روشن اور مضبوط ہیں اور ان کے بچوں کے دلوں میں یہ خواہش ہے کہ کاش ہماری مالی حالت ایسی ہوتی کہ ہم میں سے ہر ایک اٹھنی ماہوار اس تحریک میں دے سکتا اور ہم ثواب سے محروم نہ رہتے۔ ان کی ایسی خواہش کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے یہ سہولت دی ہے کہ وہ سب بچے مل کر ایک اٹھنی ماہوار اس تحریک میں دیں۔

اب سال کا بہت تھوڑا حصہ باقی رہ گیا ہے۔ اگر احمدی بچے اس موقعہ پر پچاس ہزار روپیہ پیش کر دیں تو وہ

دنیا میں ایک بہترین نمونہ قائم کرنیوالے

ہوں گے۔ اور اس طرح ہماری وہ ضرورت پوری ہو جائے گی جو اس وقت اعلائے کلمۃ اللہ اور جماعت کی مضبوطی اس کی تربیت اور تعلیم کے نظام کو مستحکم کرنے کے لئے ہمارے سامنے ہے اور جس طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بچوں کو نماز کی عادت ڈالنے کے لئے ان کی نماز کی بلوغت سے پہلے نماز پڑھانے کی ہمیں تعلیم دی ہے اسی طرح ان مالی قربانیوں کے لئے بھی

فرض کے طور پر

ایک احمدی پر عائد ہوتی ہیں اس فرض کے عائد ہونے سے پہلے ہمارے بچوں کی تربیت ہو جائے گی۔ اور جب وہ فرض ان پر عائد ہوگا۔ تو وہ خوشی اور بشاشت سے مالی جہاد میں شامل ہوں گے۔ اور اس فرض کے ادا کرنے میں وہ کوئی کمزوری نہ دکھائیں گے۔ کیونکہ ان طبیعتوں میں بچپن سے ہی یہ بات راسخ ہو چکی ہو گی کہ جہاں ہم نے خدا اور رسول کے لئے دوسری قربانیاں کرنی ہیں وہاں ہم نے خدا اور اس کے رسول کے لئے مالی قربانیاں بھی دینی ہیں۔

غرض ایک بچہ جب اٹھنی دے رہا ہوگا یا جب بعض خاندانوں کے سب بچے باہم مل کر ایک اٹھنی ماہوار وقف جدید میں دے رہے ہوں گے تو یہ

ایک لحاظ سے ان کی تربیت ہوگی

اس طرح ہم ان کے ذہن میں یہ بات بھی راسخ کر رہے ہوں گے۔ کہ جب خدا تعالیٰ کسی کو مال دیتا ہے تو وہ مال جو اس کی عطا ہے بشاشت سے اسی کی طرف لوٹا دینا اور اس کے بدلہ میں ثواب اور اس کی رضا حاصل کرنا اس سے زیادہ اچھا سودا دنیا میں اور کوئی نہیں۔ میں

اے احمدیت کے عزیز بچو!

اٹھو اور اپنے ماں باپ کے پیچھے پڑ جاؤ اور ان سے کہو کہ ہمیں مفت میں ثواب مل رہا ہے۔ آپ ہمیں اس سے کیوں محروم کر رہے ہیں۔ آپ ایک اٹھنی ماہوار ہمیں دیں کہ ہم اس فوج میں شامل ہو جائیں جس کے متعلق اللہ تعالیٰ کا منشا ہے کہ وہ دلائل و براہین اور قربانی اور ایثار اور خدمت اور صدق و صفا کے ذریعہ

اسلام کو باقی تمام ادیان پر غالب

کرے گی۔ تم اپنی زندگی میں ثواب لوٹتے رہے ہو۔ اور ہم بچے اس سے محروم رہے ہیں۔ آج ثواب حاصل کرنے کا دروازہ ہمارے لئے کھولا گیا ہے ہمیں چند پیسے دو کہ ہم اس دروازہ میں سے داخل ہو کر ثواب کو حاصل کریں اور خدا تعالیٰ کی فوج کے ننھے منے سپاہی بن جائیں۔

اللہ تعالیٰ آپ سب کو اس کی توفیق عطا کرے۔ آمین۔

(الفضل ۱۲ اکتوبر ۱۹۶۶ء)

زکوٰۃ

کو ادا کر کے مواخذہ سے بچیں اور اموال کو بڑھائیں۔ (فرمان رسولؐ)

حضرت فضل عمرؓ فاؤنڈیشن فنڈ
میں
حصہ لینے والے احباب کی دسویں فہرست

پیشتر ازیں حضرت فضل عمرؓ فاؤنڈیشن فنڈ کے وعدوں کی نو فہرستیں اخبار بدر میں شائع کروائی جا چکی ہیں ان کے بعد نظارت ہذا میں اس بابرکت تحریک میں جن احباب کی طرف سے وعدوں کی اطلاع موصول ہوئی ہے کی فہرست ذیل میں شائع کی جا رہی ہے۔

ہر ماہ کی پہلی تاریخ کو حضرت فضل عمرؓ فاؤنڈیشن فنڈ کے وعدوں اور وصولی کی اسم وار فہرست بغرض ملاحظہ و دعا حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں پیش کی جاتی ہے۔

سیدنا خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے احباب جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ:-

"کوشش کرنی چاہیئے کہ یہ وعدے جو تین سال میں وصول ہونے ہیں ان کا کم از کم ۱/۳ سال رواں یعنی سال اول میں وصول ہو جائے"۔
امید ہے کہ احباب حضور کے اس ارشاد کے مطابق عملدرآمد کریں گے

ناظر بیت المال قادیان

امید ہے کہ احباب جماعت اور عہدیداران اس بابرکت تحریک میں زیادہ سے زیادہ حصہ لے کر ثواب حاصل کریں گے اور کوشش کریں گے کہ پہلے سال میں وعدے کا ۱/۳ حصہ ادا ہو جائے۔ فقط والسلام

ناظر بیت المال قادیان

نام	رقم
مکرم محمد صاحب بٹ کنہ پورہ	۲/-
" محمد سابر صاحب ڈار "	۳/-
" غلام نبی صاحب پڈر "	۲۰/-
" عبدالغنی صاحب پڈر "	۱۵/-
" یسین صاحب راتھر "	۵/-
" یسین صاحب پڈر "	۹/-
" علی محمد صاحب بٹ "	۱۰/-
" محمد عبداللہ صاحب ڈار "	۱۱/-
" رمضان صاحب ڈار "	۱۰/-
" عمر صاحب ڈار "	۳/-
" عبل صاحب شیخ "	-/۷۵
" حبیب اللہ صاحب ڈار "	۵/-
" محمد صادق صاحب ڈار "	۵/-
" غلام محمد صاحب لون "	۶/-
" عبداللہ صاحب لون "	۶/-
" عمر صاحب ڈار ولد محمد صاحب "	۹/-
" صمد صاحب ڈار "	۱۵/-
" عمر صاحب پالہ "	۳/-
" نور محمد صاحب لون "	۹/-
" احمد صاحب ڈار "	۱۵/-
" خالق بٹ صاحب عزیز "	۱۲/-
" عبدالغفار صاحب بٹ "	۳۰/-
" عبدالغنی صاحب میاں "	۳۰/-
" علی صاحب ڈار "	۲۰/-
" عبد صاحب پڈر "	۶/-
" مولوی عبدالرحیم صاحب مبلغ "	۱۱/-
" منور خان صاحب صالح نگر	۱۰۰/-
" عزیز خان صاحب "	۵۰/-
" فیروز خان صاحب موسیٰ بنی مائینز اضافہ	۱۵/-
" میاں جان خان صاحب " اضافہ	۱۵/-
مکرم اکبر حسین صاحب حیدرآباد	۳۰۵/-
مکرمہ محمودہ بیگم صاحبہ اہلیہ "	۱۰۰/-
مکرم شرف الدین خان صاحب "	۲۰۰/-
" عبداللہ صاحب یچے ملاباری "	۱۵۰/-
" محمد عبدالحی صاحب مچھلی بندری "	۱۰۱/-
" عبدالحفیظ صاحب "	۵۱/-
" ظہیر النساء صاحبہ اہلیہ ہدایت علی صاحب حیدرآباد	۶۰/-
مکرم غلام حسن خان صاحب "	۵۰/-
مکرمہ امۃ الغفور صاحبہ بنت غلام حسن خان صاحب "	۱۵/-
مکرم سید سلیمان صاحب ڈرائیور "	۵۰/-
" محمد بشیر صاحب جنال کوچہ "	۸/-
مکرمہ فاطمہ بیگم صاحبہ اہلیہ خورشید علی صاحب حیدرآباد	۵/-
مکرم شیخ عباس صاحب موسیٰ بنی مائینز (اضافہ)	۳۰/-
" مولوی محمد یوسف صاحب بھکسو گلبرگہ	۵/-
منجانب حضرت ابراہیم علیہ السلام "	۵/-
والد صاحب "	۵/-
والدہ صاحبہ "	[illegible]
مکرم عبدالسبحان صاحب گنائی رشی نگر	۶/-
" حبیب اللہ صاحب پڈر "	۶/-
" عبدالرحمن صاحب پڈر "	۶/-
" عبدالرحمن صاحب پڈر "	۶/-
" محمد ایوب صاحب واعظ "	۶/-
" عبدالسلام صاحب واعظ "	۶/-
" محمد رمضان صاحب "	۳/-
" محمد عبداللہ صاحب بٹ "	۳/-

(باقی صفحہ ۶ پر)

حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمس کی افسوسناک رحلت

(بقیہ صفحہ ۲)

اور خدمات سلسلہ بجا لانے میں امتیاز نمایاں ہے گا انشاء اللہ العزیز و باللہ التوفیق۔

جلیل القدر کارنامے

مختصراً آپ کے کارناموں میں حسب ذیل امور کو نمایاں حیثیت حاصل ہے آپ کو دو سال ممالک میں خدمتِ اسلام بجا لانے کا موقعہ ملا۔ ۱۹۲۵ء سے ۱۹۲۸ء تک دمشق میں نہایت جانفشانی سے خدمتِ دین بجا لاتے رہے جہاں ۱۹۲۷ء کے اواخر میں آپ پر قاتلانہ حملہ ہوا۔ سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعاؤں کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو دوبارہ زندگی عطا فرمائی ۱۹۲۸ء سے ۱۹۳۱ء تک فلسطین میں فریضہ تبلیغ ادا کیا۔ اس اثناء میں دو دفعہ چھ چھ ماہ کے لئے مصر بھی تشریف لے گئے آپ کے قیام فلسطین کے دوران آپ کی عدم موجودگی میں آپ کے بھائی محترم بشیر احمد صاحب نے وفات پائی اور وطن سے دور رہنے کی حالت میں آپ کو اپنے تعلق کی مفارقت کا صدمہ اٹھانا پڑا۔ ۱۹۳۶ء سے ۱۹۴۶ء تک انگلستان میں نہایت خوش اسلوبی سے تبلیغی فرائض سرانجام دیئے کئی انگریز آپ کے ذریعہ مشرف بہ اسلام ہوئے اسی دوران میں دوسری عالمگیر جنگ لڑی گئی۔ اللہ تعالیٰ نے معجزانہ طور پر آپ کو بھی مسجد کو بھی اور مشن ہاؤس کو بھی محفوظ رکھا۔ گھر بار اور بیوی بچوں سے اس طویل جدائی کے دوران ہی آپ کے والد بزرگوار حضرت میاں امام الدین صاحب کا وصال ہوا اور یہ صدمہ عظیم بھی آپ کو اسی غربت کی حالت میں مومنانہ صبر کے ساتھ برداشت کرنا پڑا۔

انگلستان سے واپس تشریف لانے کے بعد پارٹیشن کے وقت ایک نہایت نازک دور میں جب کہ قادیان چاروں طرف سے محصور ہو چکا تھا کچھ عرصہ کے لئے آپ کو قادیان میں امیر مقرر کیا گیا۔ یہ نازک ذمہ داری بھی آپ نے نہایت خوش اسلوبی سے ادا کی۔ قادیان سے ہجرت کے بعد نئے مرکز کے قیام کے وقت ایک اور بہت بڑی سعادت آپ کے حصہ میں آئی اور وہ یہ کہ جب ۲۰ ستمبر ۱۹۴۸ء کو رتن باغ لاہور میں نئے مرکز کا نام تجویز کرنے کے لئے ایک میٹنگ ہوئی اور اس میں مختلف اصحاب کی طرف سے مختلف نام تجویز کئے گئے تو آپ نے اس کے لئے ربوہ نام تجویز کیا جسے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منظور فرما لیا اور ۳۰ ستمبر ۱۹۴۸ء کو اس کا اعلان کر دیا گیا اس کے بعد آپ مرکز میں مختلف عہدوں پر فائز رہے۔ ان میں ناظر تالیف و تصنیف ناظر اصلاح و ارشاد، مینجنگ ڈائریکٹر الشرکۃ الاسلامیہ اور صدر مجلس کارپرداز مقبرہ بہشتی کے عہدے خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ وفات کے وقت آپ بیک وقت موخر الذکر تینوں عہدوں پر فائز تھے سالہا سال تک آپ نے ان گراں بہا ذمہ داریوں کو اٹھائے رکھا اور بہت خوش اسلوبی سے انہیں نبھایا۔ قیام پاکستان کے بعد سے آپ مسلسل صدر انجمن احمدیہ مرکزیہ کے ممبر چلے آ رہے تھے۔ متعدد بار آپ نے بحیثیت قائمقام ناظر اعلیٰ کے بھی خدمات سرانجام دیں۔ آپ مجلس افتاء اور مجلس انصار اللہ مرکزیہ کی مجلس عاملہ کے بھی رکن تھے۔ موخر الذکر مجلس میں آپ نے سالہا سال تک مسلسل مختلف قیادتوں میں قائد کی حیثیت سے خدمات سرانجام دیں وفات کے وقت آپ کے پاس اس مجلس میں قائد تعلیم کا عہدہ تھا۔

قلمی خدمات

آپ کی قلمی خدمت میں ان لاتعداد بیش قیمت مضامین کے علاوہ جو آپ نے سلسلہ کے اخبارات اور رسائل و جرائد میں شائع فرمائے نیز ان ٹھوس علمی تقاریر کے علاوہ جو آپ نے جلسہ ہائے سالانہ میں لکھ کر پڑھیں متعدد قیمتی کتب بھی شامل ہیں۔ ان میں سے (۱) تبلیغی خط (۲) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیاں (۳) شرح القصیدہ۔ (۴) تبصرہ (۵) خلافت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۶) مسیح کا سفر (اردو) (۷) دس سوالوں کا جواب۔ (۸) مقدمہ بہاولپور اور Where Did Jesus Die? خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

الغرض آپ کی قلمی و لسانی، قولی و عملی تبلیغی و تربیتی اور تنظیمی خدمات کا ریکارڈ بہت شاندار ہے اسی لئے سیدنا خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے خطبات اور تقاریر میں بارہا

حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمس (رضی اللہ عنہ) کی وفات پر صدر انجمن احمدیہ قادیان کی قرارداد تعزیت

صدر انجمن احمدیہ قادیان حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمس رضی اللہ عنہ سابق مبلغ بلاد عربیہ و انگلستان کی اچانک وفات پر گہرے رنج و الم کا اظہار کرتی ہے۔ حضرت شمس صاحب رضی اللہ عنہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک بزرگ صحابی حضرت میاں امام الدین صاحب سیکھوانی کے فرزند تھے اور خود بھی آپ کو صحابی ہونے کا شرف حاصل تھا۔ آپ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے بلند پایہ، نامور اور مایہ ناز مبلغ، مجاہد اور مناظر تھے، اور ممتاز شخصیت کے مالک اور اسلام و احمدیت کے فدائی تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ذہانت، بیدار مغزی اور تحریر و تقریر میں غیر معمولی صلاحیتیں عطا فرمائی تھیں۔ اور علم و معرفت اور قرآنی علوم کی دولت سے وافر حصہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ودیعت فرمایا تھا۔ آپ باطنی پاکیزگی اور تقویٰ و طہارت کے لحاظ سے بھی دوسروں کے لئے ایک نمونہ تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فیض صحبت اور قوتِ قدسی کی بدولت آپ پر اللہ تعالیٰ کے افضال و انوار و برکات زیادہ تھے۔ اور حضور نے اپنے دست و بازو کے طور پر حضرت مولانا صاحب کو چُن لیا تھا۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے علالت کے زمانہ میں حضرت مولانا صاحب رضی اللہ عنہ کو ایک لمبا عرصہ جماعت کی خدمت و تربیت کا موقع ملا۔ آپ کو ایک عرصہ تک بلاد عربیہ اور انگلستان میں بھی ناساعد حالات میں نہایت مستعدی جوانمردی سے تبلیغ اسلام و احمدیت کی توفیق میسر آئی۔ آپ نے عنفوان شباب میں ہندوستان کے طول و عرض میں بھی تبلیغی فریضہ انجام دیا۔ آپ نے دنیا کی نامور ہستیوں تک پیغام حق پہنچایا اور آپکی زیر نگرانی کئی زبانوں میں قرآن مجید کے تراجم ہوئے۔ آپکی زندگی موجودہ اور آئندہ نسل کے لئے نہایت قابلِ فخر اور قابلِ رشک اور قابلِ تقلید ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے آپکے جید عالم، کامیاب مناظر و مقرر ہونے کی وجہ سے آپ کو "خالد" کے خطاب سے نوازا۔ آپ کو حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے مرکز سے باہر تشریف لے جانے پر امیر مقامی مقرر فرماتے رہے۔ آپ فرائض منصبی کے علاوہ قضاء بورڈ، افتاء کمیٹی، وقف جدید انجمن احمدیہ ادارۃ المصنفین کے ممبر بھی تھے اور الشرکۃ الاسلامیہ کے مینجنگ ڈائریکٹر تھے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ حضرت مولانا صاحب کی روح کو اعلیٰ علیین میں خاص مقام قرب سے نوازے اور وہاں اپنے فضلوں اور انوار و برکات کی بارشیں آپکی روح پر نازل فرماتا رہے۔

اس عظیم صدمہ میں صدر انجمن احمدیہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں اور حضرت مولانا شمس صاحب رضی اللہ عنہ کی بیگم صاحبہ اور اُن کے خسر محترم خواجہ عبید اللہ صاحب اور حضرت شمس صاحب رضی اللہ عنہ کی اولاد اور رشتہ داران سے تعزیت کا اظہار کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو صبر جمیل عطا فرمائے اور خود تمام پسماندگان کا حافظ و ناصر ہو۔ آمین۔

ناظر اعلیٰ قادیان

تعزیت

حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمس ایسے جید و متبحر عالم اور جلیل القدر خادم سلسلہ کی وفات ایک عظیم جماعتی صدمہ اور قومی نقصان ہے ادارہ بدر حضرت مولانا صاحب کی وفات پر آپ کی بیگم صاحبہ محترمہ آپ کی اولاد اور دیگر افراد خاندان اور جملہ احباب جماعت سے دلی تعزیت اور ہمدردی کا اظہار کرتا ہے اور دست بدعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت مولانا شمس صاحب رضی اللہ عنہ کے جنت الفردوس میں درجات بلند فرمائے اور اعلیٰ علیین میں خاص مقام قرب سے نوازے اور آپ کے جملہ افراد خاندان اور جماعت کو بیدہ مومنانہ صبر کے ساتھ برداشت کرنے کی توفیق بخشے اور اس نقصان کی اس رنگ میں تلافی فرمائے کہ آپ کی جگہ لینے والے ہمیشہ بکثرت پیدا ہوتے رہیں۔ آمین اللّٰھم آمین۔

۴۔ آپ کا ذکر کیا۔ اور ان پر پسندیدگی اور خوشنودی کا اظہار فرمایا حتیٰ کہ ۱۹۵۶ء کے جلسہ سالانہ کے موقع پر محترم مولانا ابو العطاء صاحب فاضل اطال اللہ بقاءہ اور محترم ملک عبد الرحمٰن صاحب خادم مرحوم کی معیت میں آپ کو بھی خالد کے لقب سے سرفراز فرمایا۔

(بقیہ فہرست صفحہ ۵)

مکرم عبد الغنی صاحب رشی نگر	۶/-
″ عبد الرحمٰن صاحب پڈر ″	۲/-
″ محمد ابراہیم صاحب نمبردار ″	۶/-
″ غلام احمد صاحب گنائی ″	۸/-
″ امیر الدین صاحب گنائی ″	۳/-
″ عبد الرحمٰن صاحب گنائی ″	۶/-
″ غلام رسول صاحب پڈر ″	۶/-

(باقی۔ باقی)

آنریبل گورنر صاحب پنجاب کی خدمت میں پیش کردہ ایڈریس

منجانب ممبران جماعت احمدیہ قادیان

قادیان ۲۳ر اکتوبر۔ جماعت احمدیہ قادیان کی دعوت پر آنریبل گورنر صاحب پنجاب مورخہ ۱۹ر اکتوبر کو جب قادیان تشریف لائے تو معزز مہمان کی خدمت میں جماعت کی طرف سے جو ایڈریس پیش کیا گیا اس کا مکمل متن ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ یہ ایڈریس مکرم جناب چوہدری مبارک علی صاحب ایڈیشنل ناظر امور عامہ نے پڑھ کر سنایا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم ۔ وعلیٰ عبدہ المسیح الموعودؑ

بخدمت قابل احترام جناب دھرم ویر صاحب گورنر پنجاب

ہم ممبران جماعت احمدیہ قادیان آپکے دلی طور پر شکر گذار ہیں اور دنیا بھر کے احمدی بھی آپ کے ممنون ہونگے کہ آپ نے ہماری درخواست کو از راہِ نوازش منظور کرتے ہوئے اپنے قیمتی اوقات میں سے کچھ وقت نکال کر یہاں تشریف لانے کی تکلیف گوارا فرمائی۔ جس کے لئے ہم آپکے تہہ دل سے ممنون ہیں اور آپ کی قادیان تشریف آوری پر خوش آمدید عرض کرتے ہیں۔

قادیان میں اور ہمارے جس محلہ میں آپ تشریف لائے، ہیں اگرچہ اس میں عالیشان عمارتیں اور بارونق بازار موجود نہ ہونے کی وجہ سے بظاہر دنیاوی دلچسپی کے سامان موجود نہیں، مگر اس مقدس مقام کی عظمت وشان رُوحانی اعتبار سے ہے۔ کیونکہ جماعت احمدیہ کے عقیدہ کے مطابق دنیا کی اخلاقی وروحانی اصلاح اور مخلوق کی رہنمائی کے لئے اللہ تعالیٰ نے اسی بستی میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب علیہ السلام کو مبعوث فرمایا۔ اور حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی یہ پاک تعلیم جو تمام مذاہب کا احترام کرنے۔ اُن میں بیان شدہ سچائیوں کو قبول کرنے اور تمام بانیانِ مذاہب، رشیوں، منیوں۔ اوتاروں کی عزت وتعظیم کا سبق دیتی ہے۔ یہ حق وصداقت اور ان زرّیں اصولوں کی منادی کرنے کے لئے حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کے مرید چہار اکنافِ عالم میں پھیل گئے۔ اور آج دنیا کے تمام ممالک میں آپ کے ماننے والے پائے جاتے ہیں جو اس مقدس سرزمین قادیان کی زیارت ودیدار کے لئے ترستے ہیں۔ اور امریکہ ویورپ کی ترقی یافتہ اقوام کے افراد ان مقاماتِ مقدسہ میں آکر قلبی و ذہنی سکون حاصل کرتے ہیں۔ اور مقدس سرزمین کے مکینوں کو دل وجان سے زیادہ عزیز سمجھتے ہیں۔ ان کے سُکھ سے انہیں سکون حاصل ہوتا ہے اور ان کے دُکھ سے اُن کو تکلیف ہوتی ہے۔

اے واجب الاحترام مہمان! تمام کائنات کے خالق ومالک کی طرف سے جب بھی کسی کو دُنیا کی اصلاح کے لئے کھڑا کیا گیا ہے تو ابتداء میں اگرچہ اسے اپنے علاقے اور اپنی قوم میں کوئی مقام حاصل نہیں ہوتا اور اسے اور اس کے ماننے والوں کو بالکل حقیر سمجھا جاتا ہے مگر وہی کمزور آواز دُنیا کی غلط تہذیب وتمدن کو بدل کر رکھ دیتی ہے اور ایسا رُوحانی انقلاب برپا ہوتا ہے کہ دُنیا حیران رہ جاتی ہے۔ کون کہہ سکتا تھا کہ جہنہ کالو رام کے گھر میں پیدا ہونے والا نانک ایک روز قوم کا محبوب بن جائے گا۔ کسے امید تھی کہ گوؤں کو لے کر سارا دن پھرنے والا کرشن اور چودہ سال بن باس گذارنے والا رام چندر بھارت ورش میں بسنے والے کروڑہا انسانوں کے پیشوا بن جائیں گے۔ کسے خیال تھا کہ عیسیٰ مسیح جن کو یہودی پھانسی پر لٹکانے میں کامیاب ہو گئے تھے۔ ان کے ماننے والے ساری دنیا میں پھیل جائیں گے۔ اور یہ کسے علم تھا کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم جنہیں یتیم سمجھ کر ان کی اپنی قوم نے بے حد اذیتیں دیں اور اُن کو وطن سے ہجرت کر جانے پر مجبور کر دیا تھا۔ انہیں مستقبلِ قریب میں ہی وہ کامیابی غلبہ اور عزت حاصل ہو جائے گی کہ ایران وروما کی بڑی بڑی حکومتیں ان کے رُعب ودبدبہ سے کانپنے لگیں گی اور آپ کے مشن کو وہ مقبولیت حاصل ہوگی کہ دنیا کا ایک تہائی حصہ آپ کے ماننے والوں اور جاں نثاروں میں شامل ہو جائے گا۔

اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے اصلاح وہدایت کے لئے حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کو قادیان کی مقدس سرزمین میں مبعوث فرمایا۔ اور پہلے راستبازوں کی طرح آپ کی جماعت بھی ترقی کی شاہراہ پر رواں دواں ہے۔ اور آپؑ کے ماننے والوں کی تعداد روز بروز بڑھتی جا رہی ہے۔ اور اس تحریک کی مقبولیت کا یہ عالم ہے۔ کہ ۷۵ سال کے قلیل زمانہ میں آپؑ کی جماعت کی شاخیں دنیا کے تمام ممالک میں پھیل چکی ہیں۔ اور ہر ملک وقوم اور ہر رنگ ونسل کے لوگ آپ کے ماننے والوں میں جوق در جوق داخل ہو رہے ہیں اور اب احباب جماعت احمدیہ خدا تعالیٰ کے فضل سے بین الاقوامی حیثیت اختیار کر چکی ہے۔

تقسیم ملک کے وقت حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کی پیشگوئیوں کے مطابق ہمارا قادیان میں ہی قیام رہا۔ اگرچہ ابتداء میں حالات ناساز گار تھے لیکن ۱۹۴۷ء میں حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ امام جماعت احمدیہ نے قادیان میں رہائش رکھنے والے درویشوں کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد بھجوایا کہ

"تم نرمی کرو اور عفو سے کام لو اور خدا کے بندوں کی بھلائی کی فکر میں لگے رہو تو اللہ تعالیٰ جس کے ہاتھ میں حاکموں کے بھی دل ہیں وہ اُن کے دلوں کو بدل دے گا اور حقیقت حال ان پر کھول دے گا یا ایسے حاکم بھجوا دے گا جو انصاف پسند اور رحم کرنا جانتے ہوں۔"

ہم نے اپنے امام کی ان باتوں کو اپنی آنکھوں سے پورا ہوتے ہوئے دیکھا۔ وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ حالات بدلتے گئے۔ لوگوں کے دلوں سے کدورت اور غصہ کے جذبات ٹھنڈے ہوتے گئے۔ باہمی منافرت کی گھٹائیں چھٹنے لگیں۔ اور جب کہ ہم یہ محسوس کرنے لگے کہ ہم اپنے ہی بھائیوں میں رہ رہے ہیں اور باوجود پنجاب میں سب سے چھوٹی اقلیت ہونے کے ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے حقوق اکثریت کی طرح ہی محفوظ ہیں۔ حالیہ جنگ (ستمبر ۱۹۶۵ء) کے دوران ہمیں اس کا اور بھی اچھی طرح احساس ہوا ہے کہ حکومت کی بالخصوص ضلع کے افسران (موجودہ ڈپٹی کمشنر صاحب اور موجودہ ایس۔ پی صاحب) کی طرف سے ہمیں پورا تحفظ ملا۔ اور اس کے ساتھ ساتھ مقامی طور پر قادیان کے سنجیدہ طبقے اور خاص طور پر سردار ارجن سنگھ صاحب باجوہ ایم ایل اے اور ان کے خاندان کی طرف سے احمدیہ جماعت کی املاک اور اس کے افراد کی حفاظت اور آرام وسکون کا پورا خیال رکھا گیا۔ اس کی ایک واضح مثال ہمارے بزرگ محترم حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب فاضل امیر جماعت احمدیہ قادیان وچیف سیکرٹری صدر انجمن احمدیہ کی پیش کی جاتی ہے جنہیں بارہ غیر مسلم ممبران میونسپل کمیٹی قادیان کی موجودگی میں کمیٹی کا پریذیڈنٹ منتخب کیا گیا۔ جو سیکولرازم کی درخشندہ مثال ہے۔ اس کی وجہ سے ہر فرد جماعت کے دل میں حکومت کے لئے۔ منصف ومہربان افسران کے لئے۔ اپنے شہر میں بسنے والے ہندو وسکھ بھائیوں کے لئے۔ اور اپنے وطن کے لئے دلی خلوص اور محبت کے جذبات میں اضافہ ہوا ہے۔

آپ کی تشریف آوری اس بات کی زندہ مثال ہے کہ ہماری حکومت کے افسران ونمائندگان مذہبی امتیاز اور اقلیت واکثریت کے تناسب کو نظر انداز کرتے ہوئے ہر شخص کے ساتھ ایک ہندوستانی شہری کی حیثیت سے سلوک کرتے ہیں۔ اور اس کی درخواست پر اپنے ہمدردی سے اس کی خوشیوں میں اضافہ فرماتے ہیں۔

اے ہمارے محبوب مہمان! اگرچہ ہم تھوڑے ہیں اور آپ مہربانوں کی ہمدردیوں کا مادی رنگ میں بدلہ نہیں دے سکتے۔ مگر وہ زندہ خدا جس نے اس سلسلہ کو قائم کیا ہے۔ اور ہمارا اعتقاد ہے کہ وہ ہماری دعاؤں کو سنتا اور انہیں شرفِ قبولیت عطا فرماتا ہے۔ وہ ہماری عاجزانہ دعاؤں کے نتیجہ میں ان مہربان عادل اور ہمدرد افسران ونمائندگانِ حکومت کو ضرور اس کا بہتر اجر عطا فرمائے گا۔ ان کی زندگیوں میں اور ان کے اقبال میں برکت دے گا۔

ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ آپ کو اس سے بڑھ کر عزت دے۔ اور آپ اس سے بڑھ کر ملک وقوم کی خدمت کر سکیں۔ اور جس طرح آپ نے پنجاب کے بگڑے ہوئے حالات میں نہایت عقلمندی اور جرأت کے ساتھ کنٹرول کیا ہے۔ اللہ تعالےٰ آپ کو آئندہ بھی اسی جرأت کے ساتھ خدمت کے مواقع عطا فرماتا رہے۔ اور آپ کو بلند اقبال کرے۔

ہم ہیں آپ کے مخلص

ممبرانِ جماعتِ احمدیہ قادیان

۱۹ر اکتوبر ۱۹۶۶ء

مجھے بیر ہرگز نہیں ہے کسی سے
میں دُنیا میں سب کا بھلا چاہتا ہوں
(المصلح الموعودؓ)

قادیان میں گورنر صاحب بہادر کی تشریف آوری

(بقیہ صفحہ اول)

تے تھے۔ اس لئے جماعت کے صرف چند سرکردہ دوستوں سے مصافحہ فرماتے ہوئے جناب گورنر صاحب مسجد مبارک اور بیت الدعا کی زیارت کے لئے تشریف لے گئے۔ مکرم چوہدری مبارک علی صاحب نے گورنر صاحب کو ان مقامات کی اہمیت کے متعلق تفصیل بتائی۔

استقبالیہ جلسہ | تمام معززین جو استقبال کے لئے مسجد مبارک کے نیچے جمع ہوئے تھے۔ گورنر صاحب کو خوش آمدید کہنے کے بعد تیزی سے باغ بہشتی مقبرہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ جہاں گورنر صاحب کی خدمت میں ایڈریس پیش کرنے کے لئے جلسہ منعقد کرنے اور جلسہ گاہ کے ساتھ ہی گورنر صاحب کے اعزاز میں ٹی پارٹی دیئے جانے کا انتظام کیا گیا تھا۔ چونکہ مہمان خانہ میں موڑ تنگ تھے اور گورنر صاحب کی بڑی کار ان موڑوں سے آسانی سے نہ مڑ سکتی تھی۔ اس لئے جماعت احمدیہ نے اپنی چھوٹی کار پر گورنر صاحب کو مسجد مبارک سے باغ مقبرہ بہشتی لے جانے اور واپسی کے لئے انتظام کیا ہوا تھا۔ مسجد مبارک و بیت الدعا کی زیارت کے بعد جناب گورنر صاحب بمعیت مکرم مولوی عبدالرحمٰن صاحب فاضل امیر جماعت بذریعہ کار بہشتی مقبرہ و مزار مبارک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زیارت کے لئے تشریف لے گئے۔ اور پھر بذریعہ کار انہیں نصرت پارک باغ حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں لے آیا گیا۔ جہاں استقبالیہ ایڈریس پیش کرنے کے لئے جلسہ کا اہتمام کیا گیا تھا۔ موسم تدرے ٹھنڈا تھا۔ باغ کا سبزہ زار تھا۔ جلسہ گاہ کے ارد گرد نئی قناتیں اور سٹیج پر نیا شامیانہ لگا ہوا تھا۔ حاضرین جلسہ صاف ستھرے لباسوں میں بڑی خاموشی سے معزز مہمان کے انتظار میں بیٹھے ہوئے تھے کہ جناب گورنر صاحب کار سے اُتر کر سٹیج پر تشریف لائے اور تمام حاضرین نے کھڑے ہو کر ان کو خوش آمدید کہا۔ اور پھر جلسہ کی کارروائی خاموشی سے سُننے کے لئے سب بیٹھ گئے۔ جناب گورنر صاحب بھی تشریف فرما ہوئے اور محترم مولوی عبدالرحمٰن صاحب فاضل امیر جماعت نے جلسہ کی کارروائی شروع کروائی۔ مکرم چوہدری مبارک علی صاحب ایڈیشنل ناظر امور عامہ نے گورنر صاحب کی خدمت میں ایڈریس پیش کیا (اس کا مکمل متن دوسری جگہ ملاحظہ فرمایا جائے)

ایڈریس کا جواب | جناب گورنر صاحب بہادر نے پیش کردہ ایڈریس کے جواب میں فرمایا:-

”میں کوئی تقریر کرنے کی نیت سے نہیں آیا۔ میں تو صرف قادیان کے درشن کرنے آیا ہوں۔ سو درشن تو ہو گئے۔ جیسا کہ ایڈریس میں کہا گیا ہے کہ ہم سب کا یہ ملک ہے۔ اس کے اندر کوئی دوسرے درجے کا شہری نہیں۔ یہاں سب ایک درجے کے ہی شہری ہیں۔ جو کوئی اس ملک کی پالنا کرتا ہے وہ اس ملک کا معزز شہری ہے یہی بات ہمارے لیڈروں نے کہی تھی۔ اور اس پر سب کو قائم رہنا چاہیئے۔

یہ ٹھیک ہے کہ ۱۹۴۷ء میں چند وجوہات کی بنا پر آپ لوگوں کو تکلیف ہوئی۔ وہ وقت ہی کچھ ایسا تھا۔ جو تکلیف آپ لوگوں کو پہنچی۔ ہم لوگوں کو بھی پہنچی۔ ہمارے ملک کا طریق ہے کہ سب سے ایک قسم کا سلوک روا رکھا جاتا ہے۔ کسی دھرم اور خیال میں یقین رکھنے والوں کو تکلیف نہ ہو۔ سب کا خیال رکھنا ہماری ذمہ داری ہے۔ پنڈت نہرو نے بھی اس کا خیال رکھا کہ ہماری اقلیت خواہ ہندو ہوں یا مسلمان یا سکھ عیسائی ہوں ان میں سے کسی کو یہ خیال نہ ہو کہ ”دوسرے نمبر کے شہری ہیں۔ یہاں کسی کو روک ٹوک کسی چیز کے حاصل کرنے میں نہیں ہے۔ ہمارا یہی طریق رہے گا۔

کوئی سات آٹھ برس ہوتے قادیان سے میرا تعلق ہوا تھا جبکہ میں محکمہ بحالیات کا سیکرٹری تھا۔ ان دنوں آپ کی جائیدادوں کا معاملہ پیش ہو رہا تھا۔ پنڈت جی نے مجھے کہا تھا کہ تم اس معاملہ کو خود دیکھ کر فیصلہ کرو۔ بعد میں مجھے معلوم نہیں ہوا۔ کہ روز یر بحالیات کی طرف سے کیا فیصلہ ہوا۔ اب میرے جماعت کے نمائندگان سے دریافت کرنے پر معلوم ہو گیا ہے کہ قادیان کے وہ حصے جنہیں آپ خالی کرانا چاہتے تھے خالی ہو گئے ہیں۔ میں آپکو یقین دلاتا ہوں۔ جائیدادوں کے متعلق اس وقت جو فیصلہ ہوا۔ اس میں کسی قسم کا تعصب نہیں برتا گیا ہم نے فیصلہ حالات کو مدِنظر رکھ کر کیا۔ کہ آپ کا بھی بھلا ہو۔ دوسروں کا بھی بھلا ہو۔

مجھے اس بات کی خوشی ہے کہ آپ لوگ جو یہاں رہ رہے ہیں۔ آپ بھی خوش ہیں۔ اور ارد گرد رہنے والے لوگ بھی آپ سے خوش ہیں۔ سب خوشی سے ہیں۔ اگر آپ لوگ خوش نہ ہوں۔ تو ہمارے یہاں رہنے کا کیا فائدہ۔

یہ خوشی کی بات ہے کہ ستمبر ۱۹۶۵ء کے حالات میں آپ کو کوئی شکایت کا موقعہ نہیں ہوا۔ جس صورت میں کہ آپ اس کو اپنا ملک بنا چکے ہیں۔ تو اس کے ساتھ دلچسپی لینا مشترکہ کام ہے۔

مجھے قادیان آنے کا اشتیاق تھا۔ مجھے اس سے پہلے قادیان آنے کا موقعہ نہیں ملا تھا۔ جب آپ کی طرف سے دعوت ملی۔ تو میں نے ڈپٹی کمشنر صاحب گورداسپور سے کہا کہ کہیں اور جاؤں یا نہ جاؤں۔ قادیان ضرور جاؤں گا۔ میں آپ سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں“۔

لٹریچر کی پیشکش | جب معزز مہمان ایڈریس کا جواب دے چکے تو حضرت مولانا عبدالرحمان صاحب فاضل امیر جماعت احمدیہ قادیان نے قرآن مجید (مع انگریزی ترجمہ) اور دوسری اسلامی کتب کا تحفہ آپ کی خدمت میں پیش کرتے ہوئے عرض کیا۔

ہم اپنے معزز مہمان کی خدمت میں اور کچھ پیش کرنے سے تو قاصر ہیں۔ ہمارے پاس یہ روحانی تحفہ ہی ہے جو قرآن مجید اور دوسری کتب پر مشتمل ہے جسے میں اپنے قابلِ احترام مہمان کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔

اس پر گورنر صاحب نے ہاتھ بڑھا کر تحفہ کو احترام کے ساتھ قبول فرما لیا۔ اس موقعہ پر اور دیگر مواقع پر فوٹو گرافر نے فوٹو بھی لئے۔

ٹی پارٹی | تقریب کے اختتام پر جناب گورنر صاحب کے اعزاز میں ٹی پارٹی دی گئی۔ جس میں ایک صد معززین نے بھی شرکت فرمائی۔ پارٹی کے بعد جماعت کے بعض معاملات عرضداشت کے رنگ میں پیش کئے گئے۔ جناب گورنر صاحب نے بعض کے بارہ میں متعلقہ محکموں کو توجہ دلا دینگے۔ اس موقعہ پر گورنر صاحب کے ساتھ احباب جماعت کی گروپ فوٹو بھی لی گئی۔ جناب گورنر صاحب کے پروگرام میں قادیان کیلئے صرف ۲۵ منٹ رکھے گئے تھے آپ تین بجکر چالیس منٹ پر قادیان تشریف لائے تھے اس مختصر عرصہ میں بفضلہ تعالیٰ تمام کام بحسن و خوبی مکمل ہو گئے اور ٹھیک چار بجکر پندرہ منٹ پر ہمارا پروگرام ختم ہو گیا۔ اس کے بعد گورنر صاحب قادیان سے چند گڑھ کیلئے روانہ ہو گئے۔ اور یہ تقریب جماعت کے دوستوں اور معززین شہر و علاقہ کے تعاون سے بفضلہ تعالیٰ بڑے خوشگوار ماحول میں نہایت کامیاب رہی۔ ہم ورکرز نے اپنے معزز مہمان کی آمد پر ان کے شایان شان ہم۔ استقبال کرنے کیلئے اپنی حتی المقدور خدمات رضاکار کے ذریعہ ایریا و باغ بہشتی مقبرہ کی صفائی۔ گیٹ جلسہ بانشا دراز کی زیبائش و دیگر ڈیکوریشن کا انتظام دینے کیلئے پیش کیں اور پھر اپنی ذمہ داریوں کو احسن رنگ میں نبھایا۔ فجزاہم اللہ احسن الجزاء۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس تقریب کے بہتر نتائج پیدا فرمائے۔ آمین۔

بٹالہ میں سکھوں کے ایک گورو صاحب سے تبادلہ خیالات

۱۳ر اکتوبر کو بٹالہ کے سردار امرجیت سنگھ صاحب قادیان تشریف لائے اور سرکاری افسران سے اس خواہش کا اظہار کیا کہ جماعت احمدیہ کے کچھ نمائندگان ہمارے ایک پروگرام میں شرکت کریں جو ہمارے گورو جی کی تشریف آوری کے موقعہ پر مرتب کیا گیا ہے۔ اس پروگرام میں شرکت کی غرض سے ہمارا وفد ایک بجے دن بٹالہ پہنچ گیا۔ یہ وفد مکرم مولوی خورشید احمد صاحب پربھاکر مکرم مولوی عبداللطیف صاحب گیانی اور خاکسار پر مشتمل تھا۔

سردار اجیت سنگھ کا ڈیرہ بٹالہ ریلوے اسٹیشن سے ایک میل کی مسافت پر واقع ہے۔ ڈیرہ پر پہنچنے پر دوسرے سکھ دوستوں سے ملاقات کے ساتھ ساتھ ایک غیر احمدی مسلمان دوست سے مل کر بھی بڑی مسرت ہوئی جو وقف بورڈ کے سلسلہ میں یہاں متعین ہیں۔ گورو جی بھی چند منٹ کے بعد پہنچ گئے۔ تعارف و ملاقات کے بعد مجلس منعقد ہوئی۔

گورو جی کے اظہار خیال کا طریق یہ ہے کہ جب کوئی سوال پیش کیا جاتا ہے تو وہ آنکھیں بند کر کے اشعار میں جواب دیتے ہیں۔ یہ اشعار عموماً پنجابی زبان کے ہوتے ہیں جن میں قافیہ ردیف اور اوزان کا کچھ خیال نہیں رکھا جاتا۔ البتہ ان اشعار میں پیش کردہ سوال کے متعلق اظہار خیال ضرور ہوتا ہے۔ ان اشعار کو ایک گیانی صاحب ساتھ ساتھ لکھتے جاتے ہیں۔

ہم لوگ ادائیگی نماز کے لئے چلے گئے تھے اس وقفہ میں غیر احمدی دوست نے یہ سوال پیش کر دیا کہ جبکہ قرآن کریم ایک مکمل کتاب موجود ہے اور اسی طرح دوسرے مذاہب کی بھی الہامی تعلیم موجود ہے تو اب کسی نئے مُنجی اور الہام کی کیا ضرورت ہے۔ اس سوال کے جواب میں گورو جی نے گیانی صاحب کو بعض سابقہ اشعار پڑھنے کو کہا۔ ان اشعار میں یہ مضمون بیان کیا گیا تھا کہ اس چودھویں صدی میں مسلمان بھی قرآن کریم کی تعلیم سے دور چلے گئے ہیں اور دیگر مذاہب کے پیرو بھی گمراہ اور بد چلن ہو گئے ہیں اس لئے ایک نئے مُنجی کی ضرورت تھی۔ یہ جواب سن کر غیر احمدی دوست خاموش ہو گئے۔ خاکسار نے اس موقعہ پر اجازت حاصل کر کے بتایا کہ یہ سب باتیں جو گمراہی اور بے دینی سے تعلق رکھتی ہیں آج سے چودہ سو سال قبل محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور پیشگوئی بیان فرما دی تھیں اور ہم مانتے ہیں کہ دور حاضرہ میں یہ سب باتیں پوری ہو رہی ہیں لیکن اس کا علاج مسیح اور مہدی کا ظہور بتایا گیا تھا چنانچہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام کا یہی دعویٰ ہے اور جماعت احمدیہ اسی بنیاد پر قائم ہے نیز حضرت مرزا صاحب کا دعویٰ موعود اقوام عالم ہونے کا ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ آج مختلف مذاہب میں سے لوگ اس قسم کے دعاوی پیش کرتے ہیں جیسے آپ کا پنتھ یا ایک سردار اوتار سنگھ صاحب ہیں جو نرنکاری کہلاتے ہیں۔ یا بمبئی کے ایک سندھی جو "ہنس اوتار" کے نام سے تحریک چلا رہے ہیں۔ اسی طرح مسلمانوں میں سے بھی بعض لوگ امام مہدی کا دعویٰ کر دیتے ہیں۔ لیکن درخت اپنے پھلوں سے پہچانا جاتا ہے۔ ایک شخص کو تبھی درزی کہا جائے گا جبکہ اس کے پاس کپڑے سینے کے اوزار بھی موجود ہوں۔ وہ کپڑا سی کر بھی دکھائے چنانچہ اس اصل کے تحت حضرت مرزا صاحب نے ایک ایسی عظیم الشان جماعت بھی قائم فرما دی ہے جو تمام دنیا میں ایک منظم اور متواتر جدوجہد کے ساتھ ایک صالح معاشرہ قائم کرنے کے لئے آگے سے آگے قدم بڑھا رہی ہے۔ جس کی نظیر دور حاضرہ کی کسی تحریک میں ہمیں دکھائی نہیں دیتی۔

مذاہب عالم پر نگاہ ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ پیشگوئی کو روحانی تحریکوں میں بہت بڑی اہمیت حاصل ہے چنانچہ متعدد نبیوں، اوتاروں، اور گوروؤں کی پیشگوئیاں دور حاضرہ میں پوری ہو رہی ہیں۔ حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کو اس پہلو سے بھی امتیاز حاصل ہے آپ کو خدا تعالیٰ نے اس وقت بذریعہ الہام یہ بتایا تھا کہ "میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا" جبکہ آپ کی کوئی جماعت نہ تھی اور آپ قادیان جیسی چھوٹی سی بستی میں گمنامی کی زندگی بسر کر رہے تھے۔ لیکن آج یہ پیشگوئی پوری ہو چکی ہے جس کا کوئی فرد بشر انکار نہیں کر سکتا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ایک الہام میں یہ بتایا تھا کہ انی احافظ کل من فی الدار یعنی میں ہر اس شخص کی حفاظت کروں گا جو حضرت مرزا صاحب کے گھر کی چار دیواری میں ہوگا۔ یہ پیشگوئی زلزلہ طاعون میں پوری ہوئی۔ اور ۱۹۴۷ء کے خون آشام دور میں پوری ہوئی جسے آج بھی قادیان جا کر دیکھ سکتے ہیں۔ پھر اسی گمنامی کے دور میں اللہ تعالیٰ نے حضور کو مخاطب کر کے فرمایا تھا کہ "بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے"۔ اب اس پیشگوئی کے پورا ہونے کا آغاز بھی ہو چکا ہے۔ چنانچہ گذشتہ ملک گیمبیا کا گورنر جنرل جماعت احمدیہ کا ایک معزز رکن مقرر ہوا ہے جس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کپڑوں کے تبرکات میں سے حاصل کر کے اس پیشگوئی کے پورا ہونے کا آغاز کیا ہے۔ یہ سن کر گورو جی اور کچھ حاضرین مجلس نے خوشی اور مسرت کا اظہار کیا۔ الغرض ہم لوگ ان عظیم الشان امتیازات کی بنا پر دور حاضرہ کا موعود اقوام عالم حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کو یقین کرتے ہیں۔ نیز قرآن کریم میں ایک پیشگوئی تھی کہ اس زمانہ میں نشر و اشاعت کا خاص انتظام ہوگا۔ چنانچہ چھاپہ خانوں اور دوسرے ذرائع سے ہم اس پیغام کو تمام دنیا میں پھیلا رہے ہیں۔ مختلف اور متعدد زبانوں میں ہمارا لٹریچر موجود ہے جو تقسیم کیا جاتا ہے۔

اس موقعہ پر گورو صاحب نے مسرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ میں نے بھی لٹریچر پڑھا ہے اور کچھ خاموش ہو گئے اور کسی قسم کا اعتراض نہ کیا۔ اور نہ ہی آنکھیں بند کر کے مخصوص انداز میں اس کا جواب دینے کی کوشش کی۔ خاکسار نے اس موقعہ پر سکھ لٹریچر سے حوالہ جات پیش کر کے بتایا کہ جگت گورو کا مقام ظہور پرگنہ بٹالہ بتایا گیا ہے۔ اور دس گوروؤں کے ایک سو سال بعد ظاہر ہونا چاہیئے تھا۔ چنانچہ گورو گوبند سنگھ صاحب پر گوریائی ختم ہو گئی اور اس کے ٹھیک ایک سو سال بعد حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کا ظہور قادیان پرگنہ بٹالہ میں ہوا۔ کچھ دیر مجلس پر خاموشی طاری رہی۔ اس پر سکوت کو مکرم مولوی خورشید احمد صاحب پربھاکر کے اس سوال نے توڑا کہ۔ روح کہاں سے آتی ہے کہاں جاتی ہے۔ سورگ اور نرگ میں جزا اور سزا کس چیز کو ملتی ہے۔

اس پر گورو صاحب نے آنکھیں بند کر کے اپنے مخصوص انداز میں جواب دینا شروع کیا جس کا خلاصہ یہ تھا کہ روح خدا تعالیٰ کا ایک حصہ ہے وہ نور سے جدا ہو کر پھر نور میں ہی جا ملتی ہے۔ گویا ویدانت کا فلسفہ بیان کیا۔

پربھاکر صاحب نے فرمایا کہ سوال کے ایک حصہ کا جواب تو آ گیا ہے لیکن دوسرے حصہ کا نہیں آیا۔ اس کے بعد یہ تشریح پیش کی گئی کہ اسلامی نقطہ نگاہ سے بھی روح ایک نور ہے لیکن یہ نور بھی مخلوق ہے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں مخلوق کے لئے دو الفاظ استعمال فرمائے ہیں۔ مادہ سے مادہ کی جو تخلیق فرماتا ہے اس کے لئے "خلق" کا لفظ استعمال ہوا ہے اور بغیر مادہ کے جو تخلیق ہوتی ہے اس کے لئے "امر" (حکم) کا لفظ ہے چنانچہ روح امر کے ماتحت عالم وجود میں آئی ہے (قل الروح من امر ربی) نیز اسلامی تعلیم کے مطابق انسان جو اعمال اس دار العمل میں بجا لاتا ہے اس کا ایک لطیف روحانی وجود تیار ہو رہا ہے جب انسان اس عالم فانی سے عالم بقا میں چلا جاتا ہے تو اس کی روح اسی جسم روحانی میں چلی جاتی ہے جو خود اس کے اعمال سے تیار ہو چکا ہوتا ہے۔ اور وہی جزا سزا کا ذریعہ اور مورد بن جاتا ہے۔

اس کے بعد سردار اجیت سنگھ صاحب نے ایک سوال پیش کیا کہ چودھویں صدی کے متعلق کچھ بیان کیا جائے۔ چنانچہ گورو جی نے آنکھیں بند کر کے اشعار میں بتایا تمام نبی اوتار اور گورو مل کر اللہ تعالیٰ سے فریاد کرتے ہیں کہ اس چودھویں صدی میں ہر طرف گمراہی پھیل گئی ہے اور برائی اپنی انتہا کو پہنچ گئی ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی انتظام ہونا چاہیئے۔ اس مضمون کے اختتام پر سردار اجیت سنگھ صاحب اور دوسرے دوستوں نے مجھے تحریک کی کہ آپ سوال کریں خاکسار نے یہ سوال کیا کہ حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کے دعاوی کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے۔

گورو جی نے اپنے مخصوص انداز میں اس مضمون کا آغاز "حضرت مرزا صاحب" کے الفاظ سے کیا اور اس نظم میں حضور کو خدا تعالیٰ کا نور قرار دیا اور محبوب الٰہی بتایا اور بہت تعریف کی اور بتایا کہ آج تمام دنیا میں آپ کا نور پھیل رہا ہے اور ایک ہی خدا اور ایک ہی گورو اور ایک ہی مذہب ہوگا اور ایک ہی کلمہ۔

خاکسار نے بتایا کہ ہمارا بھی یہی عقیدہ ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس کے متعلق پیشگوئی ہے کہ میں تو تخم ریزی کرنے آیا ہوں اب یہ درخت بڑھے گا اور پھلے گا اور پھولیگا اور کوئی نہیں جو اس کو روک سکے۔ اور یہ بھی فرمایا اسلام سے مراد یہی سلسلہ ہوگا۔ اور ایک ہی مذہب ہوگا اور ایک ہی پیشوا (مفہوم) چنانچہ ہم لوگ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام نبیوں کا سردار یقین کرتے ہیں۔ اور کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ بھی ایک

بھی مانتے ہیں۔ اور ہمارا عقیدہ ہے کہ یہ کلمہ کسی دوسرے نبی رسول یا گورو کے ساتھ مخصوص نہیں ہے اور نہ ہی اس کے پیرو اس کا ثبوت مہیا کر سکتے ہیں۔

گوشت خوری کے متعلق بھی گورو صاحب سے ایک ساتھی نے سوال پیش کیا جس کا جواب یہ دیا گیا کہ حد اعتدال تک گوشت کھانا بہت مفید ہے اور جرأت اور بہادری گوشت خوری سے پیدا ہوتی ہے۔ اس کا ثبوت گوشت خور اور گھاس خور جانوروں کی بہادری اور بزدلی سے ملتا ہے۔ اس موضوع پر بھی کافی تبادلۂ خیالات ہوا۔ اس موقعہ پر مکرم پریمی کر صاحب نے ایک تاریخی جواب بھی دیا۔ جو بہت پسند کیا گیا۔ وہ یہ کہ اہل ہنود سبزی اور دال خور تھے۔ مسلمان ان پر غالب آ گئے پھر ہندوؤں میں سے سکھ لوگ گوشت خور پیدا ہو گئے جو ایک بہادر قوم مشہور ہوئی۔ یہی حال مرہٹوں کا ہے پھر سپاہی کا تعلق خوراک سے ہے اور اب تو ہندوؤں کا بہت بڑا طبقہ بھی گوشت خور بن رہا ہے۔

گورو جی نے سوال کیا کہ دوسرے غیر احمدی مسلمانوں سے آپ کے کیا اختلافات ہیں۔ خاکسار نے بتایا کہ اول ہم لوگ حضرت کرشن، رامچندر، حضرت گورو بابا نانک کو بھی خدا تعالیٰ کے نبی اوتار مانتے ہیں۔ دوسرے مسلمان ایسا نہیں مانتے حالانکہ قرآن کریم میں "وان من امة الا خلا فيها نذير" کے مضمون کی آیات موجود ہیں۔ دوسرا اختلاف حیات و ممات مسیح کا ہے۔ جماعت احمدیہ کا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی دوسرے نبیوں کی طرح وفات پا چکے ہیں۔ اور آنے والے مسیح موعود اور مہدی حضرت مرزا صاحب ہیں۔ اس پر غیر احمدی مولوی صاحب نے کہا کہ اگر ہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ یقین نہ کریں تو اللہ تعالیٰ کے قادر ہونے کی نفی ہوتی ہے۔ خاکسار نے یہ بتایا کہ یہ نفی تو دوسری طرف بھی وارد ہو جاتی ہے کیونکہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت مرزا صاحب کو مسیح و مہدی بنانے پر قادر ہے یا نہیں؟ اصل بات یہ ہے کہ اس مرتبہ پر اللہ تعالیٰ کی قدرت کے متعلق کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا بلکہ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ امر واقعہ کیا ہے سو اس کا جواب خود قرآن کریم نے بالوضاحت دے دیا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم دونوں مقدس نبیوں کے لئے قرآن کریم میں "توفی" اور "رفع" کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ لہذا دونوں جگہ ان دونوں الفاظ کے ایک معنے کرنے سے مسئلہ خود بخود حل ہو جاتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی وفات پا چکے ہیں۔ مولوی صاحب تو خاموش ہو گئے۔ البتہ سردار اجیت سنگھ صاحب نے فرمایا کہ یہ سوال بھی گورو جی پر کرنا چاہئے تھا۔ لیکن گورو جی نے یہ کہہ کر ختم کر دیا کہ یہ کونسی بات ہے۔ دنیا میں لوگ پیدا ہوتے ہیں اور فوت ہو جاتے ہیں اس میں کوئی شبہ کا سوال ہی پیدا نہیں ہو سکتا۔ تب سردار اجیت سنگھ نے بھی فرمایا کہ بعض سکھ جو حضرت گورو نانک کے متعلق یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ وہ بھی جسم سمیت آسمان پر چلے گئے تھے ہم اس عقیدہ کو نہیں مانتے۔

گورو جی کو ان کے معتقدین سجدہ کرتے تھے۔ خاکسار نے ایک واقعہ اور لطیفہ کے طور پر مہذب پیرایہ میں اس بات کی وضاحت بھی کر دی کہ اسلام کی پاکیزہ تعلیم میں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی ہستی کو سجدہ کرنا جائز نہیں ہے گورو جی اس پر بھی خاموش رہے نیز حاضرین مجلس بھی۔

بالآخر گورو جی سے درخواست کی کہ ہم لوگ آپ کی خدمت میں لٹریچر کا تحفہ پیش کرنا چاہتے ہیں۔ گورو جی نے بڑی خوشی کا اظہار فرمایا اور کہا کہ یہ تو ہماری غذا ہے۔ چنانچہ گورو جی کی خدمت میں گورمکھی اور انگریزی زبان میں لٹریچر پیش کیا گیا جو انہوں نے خوشی سے قبول کیا نیز دوسرے حاضرین مجلس میں بھی لٹریچر تقسیم کیا گیا۔

احباب کرام سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس تبادلۂ خیالات کے بہترین نتائج ظاہر فرمادے۔ آمین۔

خاکسار
عبد الحق فضل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ
مقیم قادیان دارالامان

درخواست دعا

امسال خاکسار کی چھوٹی بہن اور چھوٹا بھائی بالترتیب میٹرک (انگریزی) اور ادیب ماہر (علیگ) کے امتحانات جو ماہ نومبر میں ہونے والے ہیں شریک ہو رہے ہیں۔ احباب جماعت سے التماس ہے کہ براہ کرم ان دونوں کی نمایاں کامیابی کے لئے دعا فرمائیں۔

خاکسار
ماسٹر محمود احمد خان
سکنہ مزارہ۔ ناٹو کشمیر۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کی تحریک پر

چندہ وقف جدید دوگنا کرنے والے مخلصین کی چوتھی فہرست

سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے یہ تحریک فرمائی تھی کہ وقف جدید کے کاموں کو وسعت دینے کے لئے جماعت کے مخلصین اپنی قربانی کے معیار کو بلند کریں اور اپنے وعدوں کو کم از کم دوگنا کر دیں حضور کی آواز پر جماعت کے بہت سے احباب نے لبیک کہا جن کی فہرستیں قبل ازیں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں پیش کی جا چکی ہیں اور اخبار بدر میں بھی وہ فہرستیں برائے دعا شائع ہو چکی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب مخلصین کو جزائے خیر بخشے آمین۔ اسی سلسلہ میں حسب ذیل چوتھی فہرست بھی حضور انور ایدہ اللہ کی خدمت میں پیش کی جا چکی ہے پانچویں فہرست بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے زیر ترتیب ہے اس لئے جو احباب ابھی تک کسی وجہ سے اس تحریک میں شامل نہیں ہو سکے ان کے لئے اب بھی ضروری ہے کہ وہ اپنی غفلت اور سستی کو ترک کرتے ہوئے اس تحریک میں جلد حصہ لیں اور جو احباب اس تحریک میں شامل تو ہیں مگر قربانی کے اس معیار کو نہیں پہنچے جہاں خدا تعالیٰ انہیں پہنچانا چاہتا ہے اس لئے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کی تعمیل میں اپنے وعدوں پر نظر ثانی فرمادیں۔ اللہ تعالیٰ تمام احباب کو اس کی توفیق بخشے۔

انچارج وقف جدید انجمن احمدیہ قادیان

وعدہ دوگنا کرنیوالے احباب کی چوتھی فہرست

- محترم الحاج چوہدری مبارک علی صاحب قادیان ۱۳/۵۰
- 〃 چوہدری محمد طفیل صاحب 〃 ۱۲/-
- 〃 محمد احمد صاحب نسیم 〃 ۱۲/-
- 〃 حافظ سخاوت علی صاحب 〃 ۱۲/-
- 〃 الحاج بی۔ ایم عبد الرحیم صاحب بنگلور ۱۲/-
- 〃 بی۔ ایم بشیر احمد صاحب 〃 ۱۲/-
- 〃 محمد امام صاحب 〃 ۱۲/-
- 〃 ڈاکٹر محمد حسین صاحب 〃 ۱۲/-
- 〃 محمد صبغۃ اللہ صاحب 〃 ۱۲/-
- 〃 عثمان کٹی صاحب ٹیلی چیری ۱۲/-
- محترمہ خورشید جہاں صاحبہ ہتھوٹی ۱۲/-
- مکرم منظور احمد صاحب ... جباری ۱۲/-
- 〃 محمد عثمان صاحب 〃 ۱۲/-
- 〃 والدہ منظور احمد صاحب 〃 ۱۲/-
- مکرم عبد الحمید صاحب اوڈیشہ ۱۰/-
- 〃 غلام رسول صاحب 〃 ۱۲/-
- 〃 محمد مولانا صاحب 〃 ۱۲/-
- 〃 مخدوم پٹیل صاحب 〃 ۱۲/-
- 〃 عبد الرحیم صاحب 〃 ۵/-
- 〃 محمد عثمان صاحب 〃 ۵/-
- 〃 عبد الحق صاحب 〃 ۵/-
- محترمہ لغرت قمر صاحبہ اہلیہ سید منور احمد صاحب اوڑیسہ ۱۰/-
- مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی فاضل۔ کلکتہ ۶/-
- 〃 صدیق احمد صاحب امینی 〃 ۶/-
- 〃 ضیاء العارفین صاحب مونگھیر ۱۰/-
- 〃 عین العارفین صاحب 〃 ۱۰/-
- 〃 نسیم احمد صاحب 〃 ۶/-
- 〃 وسیم احمد صاحب 〃 ۶/-
- 〃 محمد احمد صاحب رانچوری بلاسپور ۶/-
- 〃 عبد الباری صاحب بلاسپور ۷/-
- 〃 عبد الستار صاحب 〃 ۱۰/-
- 〃 سیٹھ بشیر احمد صاحب لکھنؤ ۱۲/-
- 〃 شاہ الحمید صاحب منارگھاٹ ۷/۶۰
- 〃 ایم۔ کے حیدر صاحب 〃 ۶/۲۵
- 〃 ایم۔ اے محمد صاحب 〃 ۱۲/۸۴
- 〃 اے کنجی احمد صاحب 〃 ۷/۲۵
- 〃 ایم۔ اے محمد احمد صاحب 〃 ۲/۶۰
- 〃 اے کنہا محمد صاحب 〃 ۷/-
- 〃 محمد عبد اللہ صاحب ترابشی تیاپور ۱۰/-
- 〃 مظہر احمد صاحب مختار پوری تیما پور ۵/-
- 〃 بشیر احمد صاحب 〃 ۵/-

نئے شریک ہونے والے احباب کی چوتھی فہرست

- مکرم مستری محمد دین صاحب قادیان ۶/-
- 〃 منظور احمد صاحب چیمہ 〃 ۶/-
- 〃 دین محمد صاحب 〃 ۶/-
- 〃 ہدایت اللہ صاحب 〃 ۶/-
- 〃 غلام حسین صاحب 〃 ۶/-
- 〃 مخدوم حسین صاحب خادم مسجد 〃 ۱۰/-
- 〃 مرزا محمد اقبال صاحب 〃 ۶/-
- 〃 بشیر احمد صاحب شاد 〃 ۶/-
- 〃 مولوی محمد نعمان صاحب 〃 ۶/-
- محترمہ صابرہ بیگم صاحبہ 〃 ۶/-
- 〃 محمد قربان صاحب پکھوڑ ۵/-
- 〃 انوار احمد صاحب اوڑیسہ ۶/-
- 〃 سید شمس الدین صاحب 〃 ۱۵/-
- 〃 ایس۔ ایم یوسف صاحب سیکرٹری وقف جدید داڑھی ۵/-
- 〃 قاسم صاحب صدر جماعت احمدیہ داکھور ۱۲/-

لازمی چندہ جات کی فرضیت

یہ امر کسی سے پوشیدہ نہیں ہے کہ چندہ عام حصہ آمد اور چندہ جلسہ سالانہ جماعتی طور پر لازمی اور ضروری چندے ہیں اور سب سے مقدم ہیں۔ کیونکہ ان کی بنیاد سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رکھی ہے اور ان میں باقاعدگی کے لئے حضور تاکید کرتے ہوئے یہاں تک فرماتے ہیں کہ :-

"جو شخص تین ماہ تک چندہ ادا نہ کرے گا اس کا نام سلسلہ بیعت سے کاٹ دیا جائے گا۔ اور اس کے بعد کوئی مغرور اور لاپرواہ جو انصار میں داخل نہیں اس سلسلہ میں ہرگز نہ رہ سکے گا۔"

گویا تین ماہ تک چندہ نہ دینے والے کے متعلق حضور کا اس قدر انذار ہے کہ وہ اس سلسلہ بیعت سے کٹ جاتا ہے چہ جائیکہ جو شخص اس سے زیادہ لمبی مدت یا کئی سال سے چندہ کا تارک یا بقایا دار ہو۔ ایسا شخص اپنے متعلق خود غور کر سکتا ہے ظاہری طور پر اگر کوئی شخص جماعت سے خارج نہ بھی ہو لیکن خدا تعالیٰ کے حضور اس کی کوتاہی کی پاداش میں اس کا نام سلسلہ بیعت سے کٹ جاتا ہے۔ لہٰذا یہ امر اس کے لئے ارشاد خداوندی خسر الدنیا والاخرۃ کے مطابق سخت نقصان اور خسران کا موجب ہے۔

اس کے علاوہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام رسالہ الوصیت میں جماعت کو نقدی اور مالی قربانی کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

"میں سچ سچ کہتا ہوں کہ ایک منافق جس نے دنیا سے محبت کرکے اس حکم کو ٹال دیا وہ عذاب کے وقت آہ مار کر کہے گا کہ کاش میں تمام جائیداد کیا منقولہ اور غیر منقولہ خدا کی راہ میں دیدیتا اور اس عذاب سے بچ جاتا۔"

پس حضور کے اس ارشاد سے ہم پر ظاہر ہے کہ لوگ مال کی محبت کی وجہ سے مالی قربانی میں دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے وعدہ بیعت کو بھلا دیتے ہیں ان کو وہ مال و دولت جس کی خاطر اس عہد کو پس پشت ڈال دیا جاتا ہے نجات یا مخلصی نہ دلا سکے گا بلکہ یہی مال اس کے لئے عذاب کا ذریعہ بن جائے گا۔ یہ درست ہے کہ اس وقت جماعت کے سامنے مستقل چندوں کے علاوہ دیگر طوعی چندوں کی تحریکات بھی ہیں اور یہ طوعی چندے خدا تعالیٰ کے خاص فضلوں کے جاذب بن سکتے ہیں۔ لیکن یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ لازمی چندوں کو ہی فرضیت حاصل ہے۔ جو کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ سے چلی آرہی ہے۔

مندرجہ بالا ارشادات کے پیش نظر احباب کرام اور عہدیداران جماعت کا فرض ہے کہ اس کے مطابق ان چندوں کی ادائیگی اور فراہمی کے لئے پوری توجہ اور کوشش سے کام لیں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جملہ احباب جماعت کو اپنی مالی ذمہ واری کو صحیح طور پر پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور سب کا حافظ و ناصر ہے۔ آمین یا ارحم الراحمین۔

(ناظر بیت المال قادیان)

ولادتیں

۱۔ مورخہ ۵ [illegible] ۶۶ کو اللہ تعالیٰ نے خاکسار کو لڑکا عطا فرمایا۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو نیک صالح اور خادم دین بنائے اور لمبی عمر دے۔ آمین۔

خاکسار نذیر احمد سائیکل ورکس قادیان

۲۔ مکرم مولوی بشیر احمد صاحب آف کولا افغانان درویش قادیان کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ ۱۲ [illegible] ۶۶ کو دوسرا لڑکا عطا فرمایا۔

احباب عزیز نومولود کے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اسے نیک صالح اور خادم دین بنائے اور عمر دراز کرے۔ آمین۔

(ایڈیٹر بدر)

وقف جدید کے بجٹ کی کمی کو پورا کرنے کی ذمہ داری

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اطفال الاحمدیہ پر ڈالی ہے

از محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب انچارج وقف جدید انجمن احمدیہ قادیان

وقف جدید کی اہمیت پر سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے ۷؍ اکتوبر کو ایک پر معارف ولولہ انگیز خطبہ ارشاد فرمایا ہے جس میں احباب کو اس الٰہی تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے اور اس کے دائرہ کو وسیع سے وسیع تر کرنے کے لئے بڑھ چڑھ کر قربانیاں کرنے کی تحریک فرمائی ہے۔ حضور ایدہ اللہ کے اس خطبہ کا ابھی انتظار ہے۔

میری خواہش ہے کہ احباب جماعت حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اپنے خاندان کے اطفال کی طرف سے وعدے اور رقوم جس قدر ممکن ہو سکے ارسال فرمادیں تاکہ ہندوستان کی جماعت حضور کی آواز پر لبیک کہنے میں پیچھے نہ رہ جائے۔ جس قدر وعدے خاندان کے اطفال کی طرف سے موصول ہوتے جائیں گے ساتھ ساتھ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں بغرض دعا ارسال کر دیئے جایا کریں گے۔

وقف جدید کے چندے کی کمی کو پورا کرنے کی ذمہ داری حضور نے اطفال پر ڈالتے ہوئے انہیں پچاس ہزار روپے جمع کرنے کی تاکید فرمائی ہے ہمارے یہاں وقف جدید کے بجٹ کو پورا کرنے کے لئے اطفال الاحمدیہ پانچ ہزار روپے بھی جمع کر دے تو یہ امر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا باعث ہوگا۔

اس لئے ہندوستان کی جماعتوں سے میں امید کرتا ہوں کہ وہ حضور کی اس تحریک پر لبیک کہتے ہوئے اپنے خاندان کے تمام اطفال کو اس تحریک میں شامل کریں اور ان کی طرف سے وعدے سیدنا حضرت امیر المومنین کی خدمت میں ارسال کرنے کی غرض سے خاکسار کی وساطت سے ارسال فرمادیں تاکہ حضور ایدہ اللہ کے اسوہ حسنہ کی تقلید کرتے ہوئے جملہ خاندان کے اطفال کی طرف سے مجموعی طور پر وعدے پیش کئے جا سکیں۔

انچارج وقف جدید انجمن احمدیہ قادیان

دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے عہد کی آزمائش کا وقت

تحریک جدید کا بتیسواں سال قریب الاختتام ہے یکم نومبر ۱۹۶۶ء سے تحریک جدید انشاء اللہ تعالیٰ تینتیسویں سال میں قدم رکھے گی جن مجاہدین نے اپنی موعودہ رقمیں تا حال ادا نہیں فرمائیں وہ توکلاً علی اللہ اپنے وعدے ۳۱؍ اکتوبر ۱۹۶۶ء تک پورے کر رہا دیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو برکات سے نوازے گا۔ مخلصین کے لئے الٰہی بشارت ہے کہ :-

وَمَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَهٗ مَخْرَجًا وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ

کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرے گا۔ وہ اس کے لئے کوئی نہ کوئی رستہ نکال دے گا۔ جہاں سے رزق آنے کا اس کو خیال بھی نہ ہوگا۔

پس جنہوں نے عہد کیا ہے انہیں چاہیے کہ اپنے عہد اللہ تعالیٰ سے پورے فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اُن کا حامی و ناصر ہو۔ آمین۔

وکیل المال تحریک جدید قادیان

خبریں!

چنڈی گڑھ ۲۴ ؍اکتوبر۔ پنجاب کے نئے مکھیہ منتری گیانی گورمکھ سنگھ مسافر نے آج چنڈی گڑھ میں ایک پریس کانفرنس میں اعلان کیا کہ اُن کی وزارت میں سات یا نو وزراء شامل ہوں گے۔ اتنے ہی یا اس سے کم راجیہ منتری، ڈپٹی وزیر اور پارلیمنٹری سیکرٹری مقرر کئے جائیں گے۔ آپ نے کہا کہ وزارت کے ممبروں کی فہرست ۲۱ ؍اکتوبر کو مکمل کر لی جائے گی اور ۳۱ ؍اکتوبر کی رات تک اس کا اعلان کر دیا جائے گا۔ اور نئی وزارت یکم نومبر کو حلف لے گی جبکہ نیا صوبہ پنجاب قائم ہو گا۔

نئی دہلی ۲۴ ؍اکتوبر۔ بھارت یوگوسلاویہ اور یونائیٹڈ عرب ری پبلک کا چار روزہ سہ فریقی سمیلن آج ختم ہو گیا۔ اس کے بعد بھارت کی پردھان منتری شریمتی اندرا گاندھی یوگوسلاویہ کے صدر مارشل ٹیٹو اور یونائیٹڈ عرب ری پبلک کے صدر ناصر کی طرف سے مشترکہ بیان جاری کیا گیا جس میں اپیل کی گئی ہے کہ شمالی ویتنام پر امریکی بمباری غیر مشروط طور پر اور فی الفور بند ہونی چاہیئے اور اس بارے میں ۱۹۵۴ء کے جنیوا سمجھوتہ پر عمل ہونا چاہیئے۔ مشترکہ کمیونک میں مانگ کی گئی ہے کہ ویتنام سے سبھی غیر ملکی فوجیں نکال لی جائیں۔ اس کے نتیجہ کے طور پر وہاں امن کے قیام میں مدد ملے گی اور ویتنام کے لوگوں کو کسی بیرونی مداخلت کے بغیر اپنے مستقبل کے متعلق خود اپنے آزادانہ طور پر فیصلہ کرنے کا موقعہ ملے گا۔ مشترکہ بیان میں مزید کہا گیا ہے کہ ویتنام میں امن قائم کرنے کے متعلق کسی بھی بات چیت میں جنوبی ویتنام کے نیشنل لبریشن فرنٹ (کمیونسٹ) کو اس جماعت جو جنوبی ویتنام کی سرکار کے خلاف مسلح جدوجہد جاری رکھے ہوئے ہے اُس کو بھی ایک بڑے فریق کے طور پر شامل کیا جانا چاہیئے۔ مارشل ٹیٹو، صدر ناصر اور شریمتی اندرا گاندھی نے اس بات پر تشویش کا اظہار کیا کہ جنوب مشرقی ایشیا میں خطرناک صورت حال پیدا ہو چکی ہے خاص طور پر جنوبی ویتنام میں فوجی کارروائیاں بڑھا دی گئی ہیں جن کے عالمی جنگ میں بدلنے کا خطرہ ہے۔ ویتنامی عوام کے مصائب اور وہاں انسانی جانوں کا اور مالی نقصان دنیا بھر کے امن پسندوں کیلئے گہری تشویش کا کارن ہے۔ انہیں یہ پختہ وشواش ہے کہ ویتنام سے تمام غیر ملکی فوجوں کا نکاس اور ۱۹۵۴ء کے جنیوا کے سمجھوتہ پر عملدرآمد سے وہاں امن کے قیام میں مدد ملے گی اور ویتنام کے عوام بغیر کسی بیرونی مداخلت کے اپنے مستقبل کا فیصلہ کرنے کے قابل ہو سکیں گے۔

مشترکہ بیان میں ترقی پذیر ممالک کے اقتصادی مسائل کا بھی ذکر کیا گیا ہے اور کہا گیا ہے کہ ان کی اقتصادی اور سیاسی آزادی کے تحفظ کے لئے ضروری ہے کہ وہ تیزی سے اقتصادی ترقی کریں۔ قرار دیا گیا کہ ترقی پذیر ممالک اقتصادی ترقی کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ انہیں بیرونی وسائل کا میسر نہ آنا ہے۔ فیصلہ کیا گیا کہ ترقی پذیر ممالک کو آپس میں تجارتی اور اقتصادی تال میل بڑھانا چاہیئے نیز ٹیکنیکل اور سائنسی معلومات کا تبادلہ کرنا چاہیئے۔ فیصلہ کیا گیا کہ بھارت، یوگوسلاویہ اور یونائیٹڈ عرب ری پبلک کے متعلقہ وزراء کی کانفرنس جلد منعقد ہو گی جس میں سائنسی، تجارتی اور صنعتی معاملوں میں باہمی تعاون بڑھانے کے امکانات کا جائزہ لیا جائے گا۔ مشترکہ بیان میں اقتصادی و مالی امداد کو دوسرے ممالک پر دباؤ ڈالنے کا ذریعہ بنانے کی مذمت کی گئی اور اس بات پر اطمینان کا اظہار کیا گیا کہ بعض ترقی پذیر ممالک نے ایسے دباؤ کی کامیاب مزاحمت کی ہے۔ مشترکہ بیان میں کمیونسٹ چین کو اقتصادی سبھا کا ممبر بنانے پر زور دیا گیا ہے۔

نئی دہلی ۲۴ ؍اکتوبر۔ متحدہ عرب ری پبلک کے صدر ناصر نے آج تمام ترقی پذیر دیشوں سے کہا کہ وہ امداد دینے والے ممالک کے کسی بھی دباؤ میں آنے سے انکار کر دیں۔ مارشل ٹیٹو اور پردھان منتری شریمتی اندرا گاندھی کے ساتھ مشترکہ پریس کانفرنس میں سوالوں کا جواب دیتے ہوئے صدر ناصر نے کہا کہ اگر متحدہ عرب ری پبلک کی طرح تمام دیش دباؤ میں آنے سے انکار کر دیں تب ترقی یافتہ دیشوں پر کوئی دباؤ ڈالنے کی گنجائش نہ رہے گی۔ انہوں نے تمام ترقی یافتہ دیشوں سے کہا کہ نو آزاد دیشوں کی مدد کرنا ان کا فرض ہے کیونکہ انہوں نے نو آبادیاتی لوٹ کھسوٹ سے دولت جمع کر رکھی ہے۔ صدر ناصر سے پوچھا گیا کہ آیا کولمبو طاقتوں نے جنہوں نے ۱۹۶۲ء میں بھارت چین سرحدی جنگ میں مداخلت کی تھی چین کو کولمبو تجاویز منظور کرنے کی ترغیب دینے کے تازہ اقدام کئے ہیں۔

دہلی ۲۴ ؍اکتوبر۔ صدر ناصر نے کہا کہ چونکہ دنیا میں تیزی سے حالات بدل رہے ہیں۔ اس لئے تین غیر جانبدار ممالک کی اگلی کانفرنس آئندہ سال ہو سکتی ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہم سب غیر جانبدار دیشوں کی نمائندگی کرتے ہیں۔ ہمارے تینوں دیشوں کے کافی عرصہ سے گہرے تعلقات رہے ہیں۔ اور ہم ان تعلقات کو مزید مضبوط بنانا چاہتے ہیں۔ ایشیاء اور افریقہ کے دیشوں کو چینی خطرہ کے بارے ایک سوال کے بارے میں اُنہوں نے کہا کہ چین یہ محسوس کرتا ہے کہ امریکہ اسے دھمکا رہا ہے۔ اور اسے الگ تھلگ کرنے کے منصوبے بنا رہا ہے اگر چین کو اقتصادی سبھا کا ممبر بنایا جائے اور اسے دیگر دیشوں کے ساتھ بات چیت کا موقعہ ملے تب میں سمجھتا ہوں کہ جنوب مشرقی ایشیا میں چینی خطرہ کا احساس نہ رہے گا۔ ایک سوال کے جواب میں اُنہوں نے کہا کہ مجوزہ اسلامی ممالک بغداد اور مشرق وسطی کی دفاعی تنظیم کا جو ختم ہو چکے ہیں۔ اس کا چربہ ہے اسلام کے آدھار پر نئی تنظیم بنانے کے بارے صدر آئزنہاور کے منصوبہ کی ناکامی کے ۹ سال بعد اب پھر یہ خیال اُبھر رہا ہے اور اسے عملی جامہ پہنانے کے لئے رد پیہ تقسیم کیا جا رہا ہے۔

چنڈی گڑھ ۲۴ ؍اکتوبر۔ پنجاب کے نامزد مکھیہ منتری گیانی گورمکھ سنگھ مسافر نے آج پنجاب کے طلباء کے ۲۵ نمائندوں کے ساتھ بات چیت کرتے ہوئے اُنہیں یقین دلایا کہ وہ ایسی مشینری قائم کرنے میں مدد دیں گے جس کی بدولت ان کی بڑی شکایات کا ازالہ ہو جائے گا۔ اُنہوں نے یہ بھی کہا کہ پنجاب یونیورسٹی کے وائس چانسلر کے ساتھ بات چیت کریں گے تاکہ طلباء کی بہبودی کے لیے ایک ڈین مقرر کیا جائے جیسا کہ دیگر یونیورسٹیوں میں ہوتا ہے۔ آپ نے طلباء سے اپیل کی کہ وہ تشدد سے اجتناب کریں اور اپنی مانگوں کے خوش اسلوبی سے تصفیہ کے لئے سازگار فضاء پیدا کریں۔ انہوں نے طلباء کو کہا کہ انہیں خود کو سیاسی پارٹیوں کو اپنی مقصد براری کے آلۂ کار بنانے کی اجازت نہ دینی چاہیئے۔ منتری مسافر نے مزید کہا کہ وہ لاء کے طلباء کے مطالبات کے متعلق وائس چانسلر اور مرکزی وزیر قانون منتری پاٹھک کے ساتھ بات چیت کریں گے۔

امرتسر ۲۴ ؍اکتوبر۔ طلباء کی ایجی ٹیشن کی وجہ سے پانچ دن کے بعد آج امرتسر کے تمام کالج اور سکول کھل گئے۔ دوران میں نارمل حالات کے مطابق پڑھائی شروع ہو گئی۔ ۱۹ ؍اور ۲۰ ؍اکتوبر کو دو دن طلباء کی طرف سے جموں اور یوپی میں پولیس اتیاچار کے خلاف پروٹسٹ کرنے کے لئے جلوس نکالے گئے تھے جس میں کچھ عمارتوں کے شیشے توڑے گئے تھے۔ اور کچھ چند دیگر ناخوشگوار واقعات ہوئے تھے۔ مگر ۲۱ ؍، ۲۲ ؍اور ۲۳ ؍اکتوبر کو حالات پُرامن رہے۔ اور آج بھی حالات پُرامن ہیں۔

نئی دہلی ۲۴ ؍اکتوبر۔ آج یہاں تیس ممالک کا تھیٹر سیمینار شروع ہوا۔ اس کا افتتاح کرتے ہوئے راشٹرپتی ڈاکٹر رادھا کرشنن نے اُمید ظاہر کی کہ اس سیمینار کے دوران منعقد ہونے والے ناچوں اور ڈراموں سے مختلف دیشوں کا آرٹ اور کلچر سمجھنے میں مدد ملے گی۔ اور عالمی سوجھ بوجھ پیدا ہو گی۔ ڈرامہ کلچر کا ایک اعلیٰ ترین مظہر ہے اور اسے مختلف قوموں کے نفسیاتی فاصلے دور کرنے کے لئے استعمال کرنا چاہیئے۔ جسمانی فاصلے تو سائنس اور ٹیکنالوجی پہلے ہی کم کر چکی ہے۔ سینما سے تھیٹر کا فرق بتاتے ہوئے آپ نے کہا کہ سینما میں لوگ محض درشک ہوتے ہیں لیکن تھیٹر یا ڈرامہ میں بھی حصہ دار ہوتے ہیں۔ وزیر تعلیم منتری چھاگلہ نے ڈیلیگیٹوں کا سواگت کیا۔ بھارت میں اس طرح کا سیمینار پہلی بار منعقد ہو رہا ہے۔